مختلف کیٹیگریز میں ڈھیر سارے مکمل ناول پڑھنے کیلئے ہمارا یہ واٹس ایپ چینل جوائن کیجئے

👇👇👇👇

[Classic Urdu Material WhatsApp Channel]

ڈیئر ریڈرز اگر آپ سے لنکس اوپن نہیں ہو رہے تو آپ ہمارے کلاسک وٹس ایپ چینل پر جا کر ان تمام لنکس کو ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں۔

آپ کو ہماری ویب سائٹ کلاسک اردو میٹریل پر ہر قسم کے ناولز مل جائیں گے ویب سائٹ لنک نیچے ہے کلک کیجیے

https://classicurdumaterial.com/

ایف بی کے کچھ ایشوز کی وجہ سے بعض اوقات ایف بی پر لنکس اوپن نہیں ہوتے۔ یہ تمام لنکس آپ کو ہمارے کلاسک وٹس ایپ چینل پر مل جائیں گے۔ چینل کا لنک اوپر دیا گیا ہے آپ اُس پر کلک کریں اور چینل کو فالو کریں اور ڈھیر سارے ناولز ڈاؤنلوڈ کریں

اور اگر آپ آڈیو ناول سننا پسند کرتے ہیں تو ہمارے آڈیو ناول یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کیجیے لنک نیچے ہے

[Classic Urdu Novels]

کلاسک اردو میٹریل کارپوریشن

# سنگ باریدہ

## عائشہ وردان

جہاز جیسے ہی کوئٹہ ایئر پورٹ پر لینڈ کیا اپنے ملک کی مٹی کی سوندھی سی خوشبو نے میرا استقبال کیا۔ ائیر پورٹ پر رش دیکھ کر کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ رات کا آخری پہر ہے۔ ہر سو پھیلی روشنی دیکھ کر دن کا گمان ہوتا تھا، کہیں اپنوں سے ملنے کی خوشی دکھ رہی تھی تو کہیں بچھڑنے کا خوف صاف دکھ رہا تھا۔ تمام عمومی کاروائیوں کے بعد ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر نکلتے ہی میں نے اپنی چادر کو اپنے وجود کے گرد اچھی طرح لپیٹ لیا۔ ہم سب کے سوار ہوتے ہی نرسنگ نے ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا عندیہ دیا۔ بچے اشتیاق سے کھڑکی سے نظر آتے مناظر کو دیکھ رہے تھے اور میں یہ سوچ رہی تھی کہ یہ خطہ آج بھی ویسا ہی ہے انکی روایات انکی اقدار کچھ بھی تو نہیں بدلا ان گزرے بیس سالوں میں کچھ بدلا ہے یا نہیں؟ ہاں بدلا تو ہے یا شاید ترقی کے نام پر شہر کے خاص حصے کو ہی دور حاضر کے مطابق بنایا گیا ہے۔

شہر کوئٹہ کو چاند کی روشنی نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا اور اس وقت یہ کسی جادو نگری کا دیس لگ رہا تھا پر اسرار سا۔۔۔

اور میں اس اسرار میں اس قدر گم تھی کہ نرسنگ کے پکارنے پر بھی انکی جانب متوجہ نہیں ہوئی پھر عائشہ نے مجھے زور سے ہلایا تو ہڑبڑا کر انکی جانب متوجہ ہوئی۔

"ممی بابا آپ سے بات کر رہے ہیں۔"

" اوہ سوری مجھے اندازہ نہیں ہوا۔"میں نے شرمندگی سے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں، مریم میں کہہ رہا تھا کہ بچے تھک گئے ہونگے تو آپ چاہیں تو ہم رات کوئٹہ میں ہی ٹھہر جاتے ہیں، صبح ناشتے کے بعد پھر سفر کرلینگے آپ کیا کہتی ہیں؟"

نرسنگ نے پیچھے مڑ کر میری رائے لینا چاہی مگر انکے نظریں چرانے پر میں سمجھ گئی کہ وہ بھی میری طرح دل سے سفر جاری رکھنا چاہتے ہیں محض ہماری بے آرامی کی وجہ سے رکنے کا سوچا ہے۔

"نہیں ڈھائی تین گھنٹے کا ہی سفر ہے اب قلعہ پہنچ کر ہی آرام کرلینگے۔"میرا جواب سن کر انھوں نے ڈرائیور کو سفر جاری رکھنے کا کہا اور بچوں سے باتوں میں لگ گئے۔

میرے اور نرسنگ کے تین بچے ہیں سعد اللہ اور سیف اللہ سترہ سال کے ٹوئنز ہیں اور بیٹی عائشہ جو کہ تیرہ سال کی ہے۔ سعد اور سیف نے اپنی سیٹ پیچھے کر کے اب آرامدہ پوزیشن میں نیم دراز ہو گئے تھے وہ پیجیرو کی سب سے پچھلی سیٹ پر تھے، نرسنگ ڈرائیور کے ساتھ اگلی نشست پر تھے اور میں اور عائشہ درمیان والی سیٹ پر تھے۔ دونوں بیٹے قدرے مطمئن تھے اور سفر کو فلحال سر پر سوار نہیں کیا ہوا تھا جبکہ عائشہ بہت اداس اور ڈری ہوئی تھی، سارا راستہ میرا ہاتھ تھامے رہی اور ابھی بھی میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا میں اسکی اضطراری کیفیت سمجھ رہی تھی مگر اسکو مطمئن کرنے میں فلحال ناکام تھی۔ اسکو ہمارا لندن سے واپسی کا فیصلہ کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا، جب سے ہم نے اسے بتایا کہ اب ہم ہمیشہ کیلئے واپس قلعہ سیف اللہ جا رہے ہیں تب سے اب تک اس نے بہت رونا دھونا کیا کہ میں کبھی بھی پاکستان نہیں گئی اور اب اچانک وہ بھی سب کچھ ختم کر کے جانا اسکو سمجھ نہیں آ رہا تھا اور شاید ابھی اسکو سمجھ آنا بھی نہیں تھا اور شاید پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ نرسنگ نے اسکے رونے پر اپنا فیصلہ نہیں بدلا تھا ورنہ وہ کبھی اسکی بات نہیں ٹالتا تھا شاید وہ کبھی ٹال بھی نہیں سکتا تھا۔ یا شاید اسکی عمر بھی ایسی تھی کہ ابھی وہ بہت سی باتوں کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ جبکہ سیف اور سعد نے اس سب صورتحال پر بہت سمجھداری کا مظاہرہ کیا تھا انھوں نے کوئی سوال جواب نہیں کیا تھا ویسے انکا بنتا بھی نہیں تھا کیونکہ وہ

دونوں ہی میرے اور نرسنگ کے زندگی کے بہت سے رازوں سے واقف تھے۔ کیونکہ نرسنگ نے کبھی بھی ان سے کچھ نہیں چھپایا تھا بلکہ وہ ہمیشہ کہتا ہے کہ ہمیں اپنے بچوں سے اپنی اچھائیاں اور برائیاں کچھ نہیں چھپانا چاہئے تاکہ آگے زندگی میں جاکر انکو اپنے رشتوں کو انکی خامیوں سمیت اپنانے میں کوئی مشکل نہ ہو۔ نرسنگ کے بارے میں میری اپنی ذات کو لیکر جو بھی رائے ہو مگر میں یہ بلا جھجک کہہ سکتی ہوں وہ باپ بہت اچھا ہے نا صرف اپنے بیٹوان کا بلکہ عائشہ میں تو اسکی جان بستی ہے اور میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ انکا آپس کا بونڈ ہمیشہ ایسا ہی رہے۔

“Mummy , mummy !I am scared , my friends told me that it’s a very backward area and there are no such good educational opportunities.”

عائشہ نے میرا ہاتھ دبا کر آہستہ آواز میں سوال کیا۔ ابھی میں جواب دینے کیلیے الفاظ جوڑ رہی تھی کہ نرسنگ نے پیچھے مڑ کر اسکا ہاتھ تھام لیا اور پیار سے سمجھانے لگا۔

”بچے آپ کیوں پریشان ہو رہی ہو بابا ہیں نہ۔ آپ لوگ ممی کے ساتھ کوئٹہ میں رہو گے اور ادھر بہت اچھے انسٹیٹیوٹ ہیں اور جیسے میں نے آپ لوگوں سے پرامس کیا ہے کہ فائنل ڈسیژن آپ کا اپنا ہو گا

کہ پاکستان میں رہنا ہے یا واپس لندن۔ اور ہمیشہ یاد رکھنا ہم آپکے ساتھ ہیں trust me ۔ "

نرسنگ نے ہاتھ بڑھا کر اسکے گال کو تھپتھپایا اور میری جانب تسلی دیتی نظروں سے دیکھا۔

---------

گاڑی نیشنل ہائی وے پر رواں دواں تھی دور دور تک کوئی زی روح نہیں تھا۔ کئی لمحوں کے بعد اس خاموشی میں کوئی پاس سے گزرتی گاڑی کی آواز ارتعاش پیدا کر دیتی تھی۔ ہم لوگ قلعہ سیف اللہ کی جانب سفر جاری کیے ہوئے تھے۔ پچھلی گاڑی میں سامان کے ساتھ گارڈز تھے، سامان بھی کوئی کم تھا آخر کو تو بیس سال سے بسے گھر کو پیچھے چھوڑ کر آرہے تھے، اور اب شاید سامان سے زیادہ سوچوں اور ذمہ داریوں کا بوجھ زیادہ تھا جس نے ہمیں نڈھال کیا ہوا تھا۔ شاید واپسی کے سفر کی اپنی ہی الگ تھکان ہوتی ہے خیر نرسنگ اور میرے لیے تو سفر کا آغاز بھی بہت دشوار تھا جسکی نظر نجانے کتنے سال ہو گئے تھے۔

"مریم آپ بھی تھوڑی دیر آرام کر لیں ابھی ہمیں ٹائم لگ جائے گا۔" نرسنگ نے پانی کی باتل پکڑاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ !جی میں کوشش کرتی ہوں آپ بھی دوا لے لیں اپنی اور چاہیں تو پچھلی سیٹ پر آجائیں تھوڑی دیر۔" ایک مدت کے بعد میں نے انکا مجھ سے نظریں چرانا صاف محسوس کیا۔

"شکریہ۔" مختصراً جواب آیا اور میں سمجھ گئی کہ انکو بھی اس وقت خاموشی اور سکون چاہیئے۔ میں نے عائشہ کا سر اپنے گود میں رکھا اور اس پر چادر پھیلا کر اپنا سر سیٹ کی ٹیک کے ساتھ لگا کر آنکھیں موند لیں۔

----------

"بابا جان بابا جان!" خوشی سے اونچا اونچا بولتی ہوئی وہ بیٹھک میں داخل ہوئی۔ گوری رنگت جو اس وقت خوشی کی وجہ سے مزید لال ہوئی تھی اسکی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہی تھی، وہ لڑکی مشرق اور مغرب کی خوبصورتی کا امتزاج تھی، نیلی آنکھیں، سنہری بال لمبا قد بھلا کوئی کمی تھی اس میں گو کہ یہ سب خصوصیات قبیلے کی ہر لڑکی کیا ہر لڑکے میں بھی تھیں مگر جو چیز اسکو سب میں منفرد بناتی تھی وہ تھی اسکی ناک۔۔۔ اسکی ناک ہم ایشیائی لوگوں جیسی نہیں تھی بلکہ۔۔۔ آجکل کے لحاظ سے کہا جائے تو اسکی ناک بلکل پرنسز کیٹ جیسی تھی۔

"باباجان کدھر ہیں آپ، میں کب سے آپکا انتظار کر رہی ہوں۔" وہ جلدی سے انکے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی، اسکی اس حرکت پر اموجان نے قدرے غصے سے اسکی جانب دیکھا جسکو اس نے فلوقت نظر انداز کر دیا۔ وہ ایسے ہی تھی لوگوں کے رویوں کو آسانی سے نظر انداز کر دینے والی۔

"جی باباکی جان فرمایئے۔" بابا نے اسکو ساتھ لگاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اشارے سے ملازمین کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

"آپکو معلوم ہے آج میرا FA کا رزلٹ آیا ہے اور میں نے فرسٹ ڈویژن لی ہے۔" اسکی خوشی کا اندازہ اسکی آواز کی کھنک سے صاف لگایا جا سکتا تھا

"واہ بھئی بہت مبارک ہو! گل آج تو دعوت کا اہتمام ہونا چاہئے دل خوش کر دیا بچے۔ so proud ! of you "

انھوں نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے گل کی جانب دیکھا کہ شاید وہ بھی اسکو سراہیں مگر وہاں ہمیشہ کی طرح خاموشی ہی تھی۔

ہم دونوں بہنیں میں مریم اور مجھ سے چھوٹی خجستہ بھی کمرے میں آگئ تھیں، اموجان کے ساتھ والے صوفے پر جگہ خالی تھی تو ہم خاموشی سے ادھر بیٹھ گئے اور بابا اور عائشہ کی باتیں سننے لگے۔ میں نے حسرت سے اسکو باباکے ساتھ بیٹھے دیکھا گو کہ باباکیلیئے ہم تینوں برابر تھیں مگر پھر بھی ہمارے اور انکے درمیان ایک جھجک تھی ہم چاہ کر بھی ان سے اتنا قریب نہیں ہو پائے تھے جسطرح انکے ساتھ عائشہ تھی۔ وہ اسکی ہر ضد مانتے تھے ہر بات سنتے تھے مگر ہم دونوں نے شاید کبھی کوئی ضد کی ہی نہیں تھی، کوئی فرمائش کی ہی نہیں تھی یا اسکی کبھی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی تھی کیونکہ وہ جو تھی ہماری ڈھال ہماری بہن جسکی ہماری سوچوں تک رسائی تھی وہ زبان پر آنے سے پہلے ہی باباجان سے منوالیتی تھی۔ مگر ہمیشہ اموجان کو لگتا تھا کہ وہ ہمارا حق چھین رہی ہے جبکہ ہمیں ایسا کبھی نہیں لگا بلکہ ہم تو کہ بخوبی جانتے تھے کہ وہ ہماری خاطر اپنا بھی حق چھوڑ دیتی ہے۔

”نہیں باباجان ہمیں دعوت نہیں کچھ اور چاہیئے ۔“

اس نے ایک ادا سے چادر سر پر ڈالتے ہوئے باباجان کو کہا۔

”بولو میرا بچہ، تم تینوں ہی میری شہزادیاں ہو حکم کرو۔“انھوں نے شفقت سے ہماری جانب ہاتھ بڑھایا اور اپنی دوسری جانب جگہ بناتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

انکی اس حرکت پر بالآخر امو جان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"ہمیں کوئٹہ جانا ہے گھومنے وہ بھی آپکے ساتھ اور ایک دن کیلئے نہیں بلکہ زیادہ دن کیلئے فیملی ٹائم ہو گا یہ کیونکہ بہت عرصہ ہو گیا ہے ہمیں اکھٹے کہیں گئے ہوئے میرے میٹرک کی چھٹیوں میں ہم کراچی گئے تھے وہ بھی آپ ساتھ نہیں تھے ہمارے۔ پلیز بابا جان۔ "

اس نے سانس لینے کیلئے وقفہ لیا اور بابا کو مسکراتا دیکھ کر جلدی سے آنکھیں میچ لیں کیونکہ اگلی بات پر اسکو یقین تھا کہ بابا جان خفا ہو جائینگے مگر اس نے ہمت کر کے بات جاری رکھی۔

"اور وہ بابا مجھے گریجویشن میں ایڈمیشن کیلئے فارم بھی لینا ہے یونیورسٹی سے اور اور وہ مریم کی fsc کی کتابیں بھی لینی ہیں۔" ایک ہی سانس میں بات مکمل کر کے اس نے ایک آنکھ کھول کر اپنی بات کا رد عمل دیکھنا چاہا، ہم سب با قاعدہ اسکو گھور رہے تھے بابا جان خاموشی سے اسکو دیکھ رہے تھے جبکہ امو جان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسکو کمرے سے ہی باہر نکال دیں۔ سب کی خاموشی پر اس نے دونوں آنکھیں کھولیں اور مسکرا کر ہماری جانب دیکھا۔ امو جان کی جانب دیکھنے سے وہ ابھی خود بھی اجتناب کر رہی تھی کہ معرکہ سر ہونے تک وہ کسی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتی تھی۔

"کوئی ضرورت نہیں خان صاحب پڑھ لیا جتنا پڑھنا تھا، اب بس بہت ہو گئی اپنی من مانی، پہلے ہی قبیلے کی روایات توڑنے میں کوئی کمی رہ گئی ہے جو اب یہ نئی فرمائش آگئی، آپ اب سردار ہیں یہاں کہ اب اقدار کا پاس آپکی ذمہ داری ہے پہلے ہی آپ نے بہت سی روایات توڑی ہوئی ہیں اب اس بار نہیں لوگ سو سو باتیں کرینگے اور بچیوں کو یونیورسٹی بھیجنے پر آپکو مزید مخالفت کا سامنا کرنا پڑیگا۔" اموجان جو کب سے خاموش بیٹھی تھیں اب انکی برداشت جواب دے گئی اور یہ ہم سب جانتے تھے کہ وہ بہت کم ہی بابا کہ آگے بولتی تھیں مگر جب وہ کچھ کہتی تو وہ پھر حرف آخر ہوتا تھا۔ انکی بات پر میں نے پریشان ہو کر عائشہ کی جانب دیکھا اس نے مجھے اپنی نظروں سے تسلی دلائی۔

"ایک منٹ گلے ہم نے کونسی روایات توڑی ہیں اگر اس قبیلے کے بیٹے پڑھنے پردیس جاسکتے ہیں تو بیٹیوں کو پڑھانے میں کیا قباحت ہے اب وقت بدل رہا ہے دونوں کیلئے تعلیم اتنی ہی ضروری ہے"۔ انھوں نے دھیمے مگر سخت لہجے میں جواب دیا

"ہاں جی باہر پڑھنے جا کر پھر جو گل کھلاتے وہ جیسے کسی کو یاد نہیں"۔ اموجان کی بڑبڑاہٹ اتنی واضح تھی کہ ہم سب بخوبی سن سکتے تھے۔

"گل رعنا یہ بات یہاں بچیوں کے سامنے کرنے کا مقصد۔" اب بابا کا لہجہ قدرے سخت تھا ورنہ وہ ہمیشہ امو کو گل ہی پکارتے تھے ہاں مگر جب بھی وہ اکثر ایسی کوئی بات کر جاتیں تو بابا کا طرز تخاطب بدل جاتا تھا اور یہ چیز امو جان کیلیئے وارنگ کا کام کرتی تھی۔ ابھی بھی امو جان نے خاموشی سے پہلو بدلا مگر عائشہ کو گھوری سے نوازنا نہ بھولیں اور رخ موڑ کر بیٹھ گئیں ۔

"بابا جان مان جائیں پلیز مجھے بہت شوق ہے کہ میں انگلش لٹریچر میں ڈگری لوں"۔ عائشہ نے لوہا گرم دیکھ کر ہمت نہ چھوڑی

"اسکے لئے پرائیویٹ بھی تو پڑھا جا سکتا ہے"۔ بابا نے سوال کیا مگر آگے بھی عائشہ تھی جو مکمل ہوم ورک کرکے آئی تھی

"بابا پرائیویٹ اور یونیورسٹی کی تعلیم میں بہت فرق ہے، بہت الگ اکسپوژر ہوتا ہے یہ بات آپ بھی تو جانتے ہیں پلیز مان جائیں نہ"۔ اس نے بابا کا ہاتھ تھام کر بہت مان سے کہا، اسکی آنکھوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی آنسو ٹپک کر بابا کے ہاتھ پر گرا اور انھوں نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

”مریم بچے آپ fsc کرنا چاہتی ہو؟ ہمیں تو معلوم ہوا تھا کہ آپ مزید تعلیم جاری نہیں رکھنا چاہتی“۔ باباجان نے رخ میری جانب موڑ لیا میں نے انکی بات پر چونک کر اموجان کی جانب دیکھا جنکی نظروں میں خاموش رہنے کی تنبیہہ تھی میں سمجھ گئی کہ باباتک یہ بات کس نے پہنچائی ہے

”خان صاحب آپ اپنی بیٹی کا فیصلہ کریں اپنی بیٹیوں کا فیصلہ میں کرلونگی اور میں نے کرلیا ہے کہ بہت پڑھ لیا میٹرک ہو گیا بہت ہے خجستہ بھی میٹرک کرلے پھر انکی شادیوں کا سوچیں۔“اموجان نے بہت رکھائی سے باباجان کو کہا اور انکی اس بات پر میری اور خجستہ کی نظریں بے ساختہ عائشہ کی جانب گئیں ہم جانتے تھے وہ دکھی ہوئی ہوگی مگر وہ ابھی بھی مسکرا رہی تھی۔ کیونکہ شاید وہ جانتی تھی کہ بابا سے بات منوانے میں وہ کامیاب ہو گئی ہے۔

”گل یہ میری بھی بیٹیاں ہیں بلکہ یہ تینوں ہماری ہی بیٹیاں ہیں ہماری اولاد ہیں اور انکے فیصلے ہم دونوں مل کر کرینگے۔“ انکے لہجے میں تنبہیہ کے ساتھ ساتھ التجا بھی تھی۔

”مریم آپ سائنس پڑھنا چاہتی ہو؟ مشکل نہیں ہو جائیگی قبیلے کے کالج میں تو کوئی سائنس کا ٹیچر بھی نہیں ہے“ بابا نے مجھ سے پھر سوال کیا مگر جواب عائشہ کیجانب سے آیا کیونکہ میں بلکل رو دینے کو تھی اور اموجان کے ڈر سے میرے منہ سے ایک لفظ بھی ادا نہیں ہو پا نا تھا۔

"بابا جان کوئی مشکل نہیں ہوگی، کوئٹہ سے سب نوٹس مل جاینگے اور پرانے پیپرز بھی تیاری کیلئے اگر مسئلہ ہوا تو ژوب کے کالج بھی جایا جا سکتا ہے آپکی وجہ سے وہاں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا اور پھر نرسنگ لالہ بھی ہیں انکی ہاؤس جاب ختم ہونے والی ہے وہ ادھر ہی ڈسٹرکٹ ہاسپٹل کا چارج سنبھال لیں گے تو وہ پڑھا دیا کرینگے باقی انشاﷲ اینٹری ٹیسٹ کی تیاری کیلئے کوئٹہ ہے نہ"۔

اسکے تفصیلا جواب دینے پر بابا جان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی اور میں نے ممنون نظروں سے اسکو دیکھا جو اس وقت میری خواہش پوری کرنے کیلئے ڈٹی ہوئی تھی وہ ایسی ہی تھی ہر موقعہ پر ہر جگہ ہماری ڈھال، ہمارے کہنے سے پہلے ہمارے دل کا حال اسکو معلوم ہوتا تھا۔

"بتایئے نہ بابا آپ کنوینس ہوئے کہ نہیں"۔ اس نے مسکرا کر بابا سے پوچھا

"ٹھیک ہے کل سب تیار رہنا میں زیادہ دن تو نہیں مگر دو دن کیلئے آپ لوگوں کے ساتھ رہونگا باقی نرسنگ ہوگا ادھر یونیورسٹی اور کالج کا کام آپ اسکے ساتھ کرلینا اور گل آپ بھی اپنی لسٹ بنالینا جو کام ہوں جہاں جانا ہو آپکو کسی عزیز کی جانب تو ہم ساتھ چلیں گے اور بھابھی سے بھی پوچھ لینا کچھ بھیجنا ہو نرسنگ کیلئے"۔ انھوں نے بات ختم کرتے ہی باہر کی جانب قدم بڑھا دیے۔

"you are the best baba jaan"۔

۔عائشہ کے برٹش ایکسنٹ میں ادا کیے جملے پر بابا جان نے مڑ کر دیکھا اور انکی نظروں کا مفہوم ہم سمجھ نہیں پائے وہ بس چند لمحے رک کر اسکو دیکھتے رہے جیسے خود پر ضبط کر رہے ہوں اور یکدم قدم بڑھا دیے۔

اور امو جان کی بڑبڑاہٹ شروع ہو چکی تھی۔"فرنگن کی اولاد ہمم۔"ناک چڑھا کر انھوں نے عائشہ کی جانب دیکھا اور وہ بھی باہر کی جانب چل دیں، ہم دونوں بہنیں جو کب سے خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھیں اچھل کر اسکے گلے لگ گئیں

"شکریہ عائشہ۔"میں نے نم آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا تو اس نے فوراً مجھے ساتھ لگاتے ہوئے سر پر پیار کیا

"اب پلیز میرٹ بنا لینا میڈیکل کا ورنہ امو جان نے کچا چبا جانا مجھے۔اور تم موٹی تم کس خوشی میں اچھل رہی ہو کوئی سلیبس کی کتاب تو لینی نہیں رسالے ناولز ہی لینے جا کر۔"خجستہ کی کمر پر مکا مارتے ہوئے اسے سنائیں مجھے باور عائشہ کو پڑھنے کا جتنا شوق تھا خجستہ اتنا ہی دور بھاگتی تھی ہاں مگر ناولز کی شیدائی تھی

۔

"ویسے تم اب سیریسلی پڑھ لو میٹرک میں اچھا میرٹ بنالو ورنہ امو جان کے خیال تو سن ہی چکی ہو اگلے سال دلہن بننے کے لیے تیار ہو جاؤ"۔ میں نے عائشہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے خجستہ کو تنگ کیا۔

"اف توبہ کریں آپ لوگ ابھی میں بچی ہوں پہلے تو آپکا نمبر ہے ویسے آپی میں تو سوچ رہی تھی کہ گھر میں کوئی فنکشن شنکشن آنے والا ہے مگر آہ قسمت ہیرو واپس دیس کو لوٹ رہا تو ہیروئن پڑھائی کا بہانہ بنا کر دور جا رہی تچ تچ آخر اتنا ظلم کیوں کر رہی ہیں آپ ان پر"۔ خجستہ نے عائشہ کو آنکھ ماری وہ اس کی باتیں سن کر اتنا بلش کر رہی تھی لگ رہا تھا کہ سارا خون گالوں میں سمٹ آیا ہو۔

"اوئے ہوئے شرمایا جا رہا ہے" میں نے اسکے گال کھینچتے ہوئے چھیڑا۔

"شرم کرو تم لوگ چلو کل کی تیاری کریں"۔ اس نے شرماتے ہوئے ہمیں خود سے الگ کیا اور بڑے ہونے کا رعب ڈالنا چاہا۔

"جی جی ہمیں معلوم ہے کل کی تیاری کی آپکو ہی فکر ہونی ہم تو ایسے بھی چلے جائیں کیا فرق پڑتا آپکو لش پش لگنا چاہیئے آخر کو دو ماہ بعد ملاقات ہونی ہے۔"

خجستہ نے پھر اسکو تنگ کرنے کیلئے کہا تو اس نے اب غصے سے دیکھا

"تمہیں تو ناولز میں لیکر دیتی ہوں اب دماغ خراب ہو گیا ہے یہ سب پڑھ پڑھ کر۔اب کچھ بولا تو پٹو گی میرے ہاتھوں ۔"

باہر نکلتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھوں سے گالوں کو تھپتھپا کر انکی سرخی کم کرنا چاہی۔

"آپی سنیں تو۔" خجستہ کے پکارنے پر اس نے پلٹ کر دیکھا

"وہ میں کہہ رہی تھی ہیر رانجھے کیلئے کیا بنا کر لیکر جائیگی کوئٹہ ؟کیونکہ رانجھے کو جیسی ہی معلوم ہونا کہ ہیر قلعے سے اس سے ملنے آرہی وہ فوراًاسکے حضور حاضری دینے آئیگا تو ہیر کو بھی چاہئے کہ کوئی چوری کوئی حلوہ وغیرہ بنا کر لے جائے۔" خجستہ نے اسکے تیور دیکھتے ہوئے باہر کی جانب دوڑ لگا دی۔

عائشہ وہیں کھڑی کسی خیال میں گم مسکرا رہی تھی کہ پاس سے گزرتے ہوئے میں نے اسکا کندھا ہلایا اور آہستہ سے اس کے کان میں "نرسنگ خان" کے نام کی سرگوشی کرتے ہوئے آنکھ مار کر باہر کی جانب قدم بڑھا دیے اور اپنے پیچھے اسکی چیخ سنائی دی

"مریموووو"!!!۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

کالنگ ٹون کی آواز پر اس نے پاس پڑا موبائل اٹھایا بابا جان کالنگ دیکھ کر فوراً کال اٹھائی کیونکہ وہ کبھی بھی بلاوجہ کال نہیں کرتے تھے۔

"اسلام علیکم بابا جان کیسے ہیں آپ؟" اس نے ادب سے سلام کیا

"وعلیکم سلام خوش رہو کیسے ہو نرسنگ خان؟ پڑھائی ٹھیک جا رہی ہے؟" بابا جان کی رعب دار مگر پر شفیق آواز سنائی دی

"میں ٹھیک آپ بتائیں ادھر سب خیریت ہے نہ؟ اماں جان امو جان سب ٹھیک ہیں؟"

"سب ٹھیک ہے بس تمہیں یہ بتانا تھا کہ اگلے دو دن کا کوئی پلان نہ رکھنا ہم کوئٹہ آرہے ہیں تو ہو سکے تو ہوسٹل سے گھر آجانا۔" انھوں نے تفصیلی جواب دیا۔ مگر نرسنگ خان اچانک انکے آنے کا سن کر پریشان ہو گیا کیونکہ کل تو اماں جان سے بات ہوئی تھی اور بابا جان کے آنے کی انھوں نے کوئی اطلاع نہیں دی تھی اور اب اچانک یوں انکا آنا وہ بھی دو تین دن کیلئے اسکو باعث تشویش لگا۔ بابا جان پہلے تو بہت کوئٹہ آتے تھے مگر جب سے آغا جان جو کہ نرسنگ کے والد تھے کہ انتقال ہوا تھا بابا جان کی آمد بہت کم ہو گئی تھی کیونکہ پورے قبیلے کی باگ دوڑ انکے ذمہ تھی اور شہر انکا اب کسی ایمر جنسی میں ہی آنا ہوتا یا جب کوئی کوٹ کچہری کے معاملات ہوتے تھے تب۔

”سب خیریت ہے نہ باباجان کوئی کام ہے تو مجھے بتادیں یا اگر کچہری کا کام ہے تو شیر خان کو بھیج دیں میں دیکھ لونگا۔“نرسنگ کے لہجے میں موجود ذمہ داری اور احساس محسوس کر کے باباجان مسکرا دیے کہ آج نہیں تو کل اسی نے قبیلے کا سردار بننا تھا اور وہ ابھی سے اپنی ذمہ داری کو سمجھتا تھا۔

”بچے سب خیریت ہے بچیاں اور گل بھی ساتھ آرہے ہیں اس بار ہماری بچیوں نے فیملی ٹرپ کی فرمائش کی ہے میں تو دو دن ہی رکونگا مگر انکا ارادہ کچھ دن اور کا ہے تو تم انکو کہیں گھما پھرا لینا۔“

”جی جو حکم آپکا۔“نرسنگ نے مودبانہ انداز میں جواب دیا

”نرسنگ ایک کام اور تھا بلکہ ایک مشورہ لینا تھا کل ہاسپٹل سے واپسی پر گھر ہی آجانا ہم بھی تب تک پہنچ جاینگے۔“نرسنگ کو وہ الجھے ہوئے لگے مگر ابھی فون پر ان سے پوچھنا مناسب نہیں لگا۔

”جی باباجان میں آجاؤنگا اور اگلے تین دن کی چھٹی بھی اپلائی کر دیتا ہوں شاید مل جائے۔ آپ آرام کیجیے ملتے ہیں اللہ حافظ۔“

باباجان کیا بات کرنا چاہ رہے ہیں وہ سوچنے لگا مگر پھر کل کسی کی آمد کا خیال آتے ہی اسکے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی یہ گھومنے پھرنے کا پلان بھی اسی کی دماغ کی کارستانی لگ رہا تھا کیونکہ باقی کوئی ایسی

فرمائش کر ہی نہیں سکتا۔ اس وقت نرسنگ کا دل کیا کہ اس سے فون کر کے بات کرے مگر قبیلے میں موبائل فون باباجان اور خود اسکے پاس ہی تھا حویلی میں لینڈ لائن ہی تھا اور ادھر کال کر بھی لیتا تو عائشہ کا فون اٹھانے کا امکان بلکل نہیں تھا۔ چلو کل ملاقات ہونی تو ہے معلوم ہو جائے گا کہ کیا چل رہا ہے۔ خود کو سمجھاتے ہوئے وہ اپنے کولیگ کو میسیج کرنے لگا کہ اس سے اپنی ڈیوٹی شفٹ کروا کر اگلے دو دن کی چھٹی کی درخواست کر سکے۔

---------

وہ بھاگ بھاگ کر تھک گیا تھا مگر چار سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی تھی، وہ بس اندازے سے اس جنگل میں بھاگ رہا تھا اسکا جسم اس برفیلی سردرات میں بھی پسینے سے شرابور تھا، وہ اپنی زبان سے کلمہ ادا کرنا چاہتا تھا مگر وہ مکمل ہی نہیں کر پا رہا تھا یا شاید اس کی زبان سے ادائیگی کی طاقت ہی چھین لی گئی تھی۔ وہ سانس لینے کے لیے ایک لمحہ کو رکا مگر اسی لمحے اسکو اپنے علاوہ بھی کسی وجود کے سانس کی آواز سنائی دی خوفناک گول گول آنکھیں اندھیرے میں چمک رہی تھیں وہ کوئی جنگلی جانور تھا جو اسکی جانب پیش قدمی کر رہا تھا۔ اس شخص کو اب یقین ہو گیا تھا کہ وہ چند لمحوں میں ہی اس جنگلی جانور کی خوراک بن جائیگا مگر پھر بھی اس نے خود کو بچانے کی آخری کوشش کی اور مخالف

سمت دوڑنا شروع کر دیا مگر آخر کب تک، چند ہی لمحوں بعد ایک دلسوز چیخ سنائی دی اور چند جنگلی جانوروں کی خوفناک آوازوں سے پورا جنگل گونج اٹھا اور پھر جیسے ہر چیز خاموش ہو گئی۔ آہستہ آہستہ صادق کے وقت کی روشنی میں منظر تھوڑا واضح ہوا تو گدھوں کا ایک غول جنگل کی جانب جاتا نظر آیا۔

"حمزہ، حمزہ اٹھیں کیا ہوا ہے" کسی کے پکارنے پر اس نے اپنے بے جان وجود کو زبردستی احرکت دینا چاہی مگر کامیابی نہ ہوئی مگر چند لمحوں بعد اسکو اپنے وجود میں زندگی کا ااحساس ہوا تو آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔ سامنے ہی اسکی بیوی ہاتھ میں پانی کا گلاس لئے کھڑی تھی ۔

"حمزہ اٹھیں آپ ٹھیک ہیں نہ ؟ پانی لیں، آج بھی لگتا آپ نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے" اس نے بیڈ پر ساتھ بیٹھتے ہوئے اسکا ہاتھ سہلایا۔

حمزہ نے گلاس منہ سے لگایا اور زبان کو تر کرتے ہوئے زندگی کو محسوس کیا۔"ہاں شاید۔" مختصراً جواب دیا

"آپ میری بات مان جائیں شاید یونہی آپکو سکون مل جائے ایک بار ادھر چلے تو جائیں کیا معلوم وہاں جاکر کوئی معافی مل جائے۔" اس نے ڈرتے ڈرتے کہا مگر دوسری جانب کوئی جواب نہیں تھا ۔

”وہاں جانے سے بھی ڈر لگتا ہے کہ اگر معافی نہ ملی تو۔۔۔جو معافی کی امید ہے وہ بھی نہ ٹوٹ جائے“

اس نے دل میں سوچا اور کروٹ لیکر دوسری جانب لیٹ گیا۔

”آج بھی نماز نہیں پڑھینگے؟شاید سکون مل جائے“پھر سوال آیا

”نہیں شاید یہ توفیق بھی مجھ سے لے لی گئی ہے بلکہ میں اسی لائق ہوں“۔اس نے آنکھیں موندلیں

\-----------

ہمارا تعلق قبیلہ جوگیزئی سے ہے جو ایک عرصے سے قلعہ سیف اللہ میں رہائش پذیر ہے، نسل در نسل اس علاقے کے سردار ہیں ہم لوگ۔یہ ایک قدرے پسماندہ علاقہ ہے جو کوئٹہ سے تقریباً ۱۸۵ کلومیٹر شمال جنوب پر واقع ہے۔

ہمارے علاقے کے زیادہ تر لوگ پختون نسل سے ہیں، مہمان نواز، اصول پسند، غیور اور سب سے بڑھ کر اپنی قدیم ترین روایتوں کا پاس رکھنے والے۔

ہمارے ہاں بیشک عام عوام بنیادی سہولتوں سے ابھی بھی محروم ہے مگر جو قبیلے کے سرداران ہیں انکے لئے ہر سہولت دستیاب ہوتی ہے۔مرد اعلی تعلیم یافتہ ہوتے ہیں جبکہ خواتین کا ایک عرصے تک تعلیم

سے کوئی واسطہ نہیں تھا مگر آہستہ آہستہ اب لڑکیوں کی تعلیم کا بھی رجحان ہو رہا ہے۔ میرے دادا قبیلے کے سردار تھے، انکے دونوں بیٹے شاہد خان اور بہرام خان لندن میں زیر تعلیم تھے۔ شاہد خان تو لاء میں ڈگری لیتے ہی واپس آگئے تھے اور اپنی کزن آبگینے سے رشتہ ازدواج میں جڑ گئے۔ انکے پانچ بچے ہیں چار بیٹیاں جنکی کم عمری میں ہی شادیاں ہو گئیں اور سب سے چھوٹا بیٹا نرسنگ خان۔ دادا جان کے انتقال کے بعد شاہد خان جنکو سب آغا جان کہتے تھے قبیلہ کے سردار بنے مگر کچھ ہی عرصے کے بعد ہی ایک بم دھماکے میں انکا انتقال ہو گیا اور پھر بہرام خان کو قبیلے کا سردار بنا دیا گیا۔ مگر انکی زندگی خود ہی بہت سی الجھنوں کا شروع سے شکار رہی ہے یہی وجہ تھی کہ بہت سے لوگ انکے سردار بننے کے حق میں نہیں تھے اور آج تک انکے لئے مسائل پیدا کرتے رہے ہیں۔

بہرام خان کی کہانی سننے میں تو وہ ہی عام سی ہے مگر جسکے ساتھ بیتی ہو وہ ہی اسکے مسائل اور دکھ کا اندازہ کر سکتا ہے۔ دوران تعلیم انھوں نے اپنی کلاس فیلو کیتھرین سے خفیہ شادی کر لی تھی مگر جب دادا جان تک کسی طرح خبر پہنچی تو انھوں نے انکو فوراً واپس آنے کا حکم دیا اور نہ آنے کی صورت میں وہ ہی روایتی دھمکیاں دے کر ڈرایا اور یوں انکو وہاں سے واپس آنا پڑا۔

جیسے ہی وہ قلعہ سیف اللہ پہنچے تو دادا جان نے ان سے انکا پاسپورٹ وغیرہ سب لے لیا اور زبردستی انکی بچپن کی منگیتر یعنی گل رعنا سے انکا عقد ثانی کروا دیا۔ بہرام خان نے بہت بار بابا جان سے ایک مرتبہ لندن جانے کی اجازت طلب کی مگر وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ دادا کے انتقال کے بعد شاہد خان قبیلے کے سردار بنے تب دونوں بھائیوں نے یہ طے کیا کہ بابا جان ایک بار لندن جا کر کیتھرین کا حال دریافت کرینگے اور جو زیادتی انکے ساتھ ہوئی ہے اسکا مداوا کرنے کی حتالامکان کوشش کرینگے، بہرام خان کی خواہش تھی کہ وہ کیتھرین کو چھوڑ دینگے تاکہ وہ اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں بہتر فیصلہ کر لیں کیونکہ ان گذرے سالوں میں بہرام خان اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئے تھے۔ انکی اور گل رعنا کی ازدواجی زندگی کو بہترین تو نہیں کہا جا سکتا تھا کیونکہ شروع کے کچھ سال دونوں ہی اس چیز کو قبول نہیں کر پائے تھے۔ گل رعنا کو بچپن کے منگیتر کی بیوفائی شدید کھلتی تھی تو بہرام خان کو کیتھرین کے ساتھ کی گئی زیادتی سکون نہ لینے دیتی تھی۔ مگر وقت کا کام شاید ماضی کے زخموں پر آہستہ آہستہ مرہم رکھنا ہے، اور اسی دوران مریم اور دو سال بعد خجستہ کی آمد نے انکے زندگی میں خوشگوار اضافہ کیا۔ اور اولاد نرینہ نہ ہونے پر جسطرح سے وہ لوگوں کے سامنے گل رعنا کی ڈھال بنے اس نے اجنبیت کی

دیوار بھی گرادی اور گل تو پہلے ہی ان سے بے تحاشہ محبت کرتی تھیں مگر ماضی میں کی گئی انکی بیوفائی سے خفا تھیں اب سب بھول بھال کر انکے ساتھ قدرے پر سکون زندگے گزارنے لگیں۔

مگر کبھی کبھی ماضی پھر سے پرانے مرض کی طرح تکلیف کا باعث بن جاتا۔ جب انکو معلوم ہوا کہ بہرام پھر سے لندن جانے کے خواہش مند ہیں تو وہ آغا جان کے پاس آئیں۔

"لالہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے مجھے یا آپ کوئٹہ بھیج دیں یا میں اپنے بھائی کے گاؤں جانا چاہتی ہوں "انھوں نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے آغا جان کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا ہے گل بچے؟ کیوں جانا کہیں بھی یہ گھر تمہارا بھی اتنا ہے جتنا ہمارا" انھوں نے نا سمجھی سے بھائی کی جانب دیکھا جو ابھی ابھی بیٹھک میں داخل ہوئے تھے اور بیوی کو بھائی کے سامنے روتا دیکھ کر ٹھٹکے۔

"آپ نے خان کو کیسے لندن واپس جانے کی اجازت دے دی ہے؟ میں اور میری بچیوں کا کیا بنے گا؟ "گل رعنا نے خفگی سے شوہر کی جانب دیکھا

"بہرام کیا تم نے گل کو ساری بات نہیں بتائی؟ میرا خیال ہے کہ تمہیں پہلے اسکو اعتماد میں لینا چاہیے پھر کوئی فیصلہ کرنا ہوگا۔" انھوں نے غصے سے بھائی کو دیکھا کیونکہ انکا خیال تھا کہ وہ یہ بات گل کو اعتماد


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

میں لے کر کر رہے ہیں مگر گل کی ناراضگی دیکھتے ہوئے انکو سمجھ آگئی کہ واپس جانے کے اصل مقصد سے وہ بے خبر ہیں۔

"اندر جاؤ اور اپنی معاملات بیٹھک میں لانے سے پہلے اپنے کمرے میں حل کرنے کی کوشش کرو اور گل بچے یاد رکھنا ہم اپنے بڑوں کی غلطیوں کا بس ازالہ کرنا چاہتے ہیں"۔اٹھے اور گل رعنا کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اپنے کمرے میں واپس آکر گل رعنا بس بیٹھی روتی ہی رہیں اور انکا سارا غصہ مریم پر اترا جو قالین پر بیٹھی کھلونوں سے کھیل رہی تھی مگر جیسے ہی خجستہ نے اسکی گڑیا جو اسکو بابا نے کوئٹہ سے لا کر دی تھی چھیننا چاہی تو اس نے با آواز بلند رونا شروع کر دیا پھر کیا تھا گل رعنا نے اپنا سارا غصہ اس کو پیٹنے میں نکال دیا۔

"یہ کیا کر رہی ہو گل! بچی کو کوئی اسطرح مارتا ہے"بہرام خان نے مریم کو اپنی گود میں بٹھا کر پیار کرتے ہوئے ملامتی انداز میں کہا۔اب خجستہ بھی زور زور سے رونے لگی تھی۔

"چپ کرو تمہیں بھی لگاؤں گی دو۔"غصے سے کہتی وہ بیڈ سے اتریں مگر بہرام خان نے انکا ہاتھ پکڑ کر روک لیا

"آرام سے بیٹھ جائیں گل رعنا"۔ انکا یہ طرز تخاطب انکے لئے ہمیشہ تنبیہہ ہوا کرتا تھا وہ خاموشی سے وہیں ٹک گئیں اور بے آواز رونے لگیں۔

کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے پھر بہرام خان کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا۔

"مریم بچے جاو بہن کو لیکر باہر جاؤ نرسنگ لالہ آ گئے ہیں سکول سے انکے ساتھ کھیل لو۔" انھوں نے دونوں بچیوں کے باھر جاتے ہی گل کے پاس آ کر انکا ہاتھ تھاما اور نرمی سہلاتے ہوئے بات کا آغاز کیا

"گل آپ کو کیا چیز پریشان کر رہی ہے میں کوئی ہمیشہ کیلئے تو نہیں جا رہا صرف اپنی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں میں بس اور امید کرتا ہوں اس بار آپ اعتبار کرو گی"۔ گل نے انکی آنکھوں میں دیکھا

"اور اگر آپ پھر بدل گئے؟ بہت مشکل سے سب ٹھیک ہو رہا ہے اب دوبارہ کچھ ایسا ہوا تو مجھ سے بھی امید نہ رکھئے گا" آنسو پونچھتے ہوئے وہ اٹھنے لگیں مگر بہرام نے انکا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ ساتھ بٹھالیا

"میں جا کر اسکو ڈھونڈ کر آزاد کرنا چاہتا ہوں بس اور کچھ نہیں، اور دعا کرنا کہ میں اس میں کامیاب ہو جاؤ کیونکہ بہر حال اسکا قصوروار میں ہی ہوں اور شاید آپکا بھی اسی لئے آپکے ساتھ ہمیشہ کوشش کی کہ کوئی چاہتے ہوئے زیادتی نہ ہو اب آپ سے بھی امید کرتی ہوں آپ میری غلطیوں کو سدھارنے میں

بھی میرا ساتھ دینگی جیسے شادی کے بعد سے اب تک ہر موقع پر دیا ہے۔" انھوں نے نرمی سے انکا اعتماد بحال کرنا چاہا

"ٹھیک ہے مگر آپ جلد لوٹینگے، کیا معلوم کوئی اور پسند آجائے آپ سرداران کا کیا اعتبار۔"

نروٹھے انداز میں جواب آیا۔ چند لمحے دونوں کے بیچ خاموشی رہی گل کا ہاتھ ابھی بھی انکے ہاتھ میں تھا وہ اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی ہوئی اٹھیں۔

"میں باورچی خانہ دیکھ لوں کھانے کا ٹائم ہونے والا ہے۔" اب بہرام خان نے انکا ہاتھ چھوڑ دیا اور سر جھکا کر اپنی ہتھیلی پر انگلی چلانے لگے یہ حرکت انکے اندر کے اضطراب کو ظاہر کر رہی تھی۔ جیسے ہی گل رعنا کمرے سے نکلنے لگیں انکو بہرام کی سرگوشی سنائی دی

"شکریہ گل "!

انھوں نے پلٹ کر دیکھا اور خود بہ خود آنسو بہنا شروع ہو گئے، بہرام سے محبت کے نتیجہ میں نجانے کب تک انکو اس امتحان سے گزرنا تھا۔ دل کہتا تھا کہ اب کی بار اعتبار کر لو جبکہ دماغ اس کی نفی کر رہا تھا کہ انکو واپس نہ جانے دو کیا معلوم پہلی محبت پھر سے انکی محبت پر حاوی ہو جائے۔ مگر ہمیشہ کی طرح انھوں نے بہرام کے معاملے میں اپنے دل کی سنی ۔

ایک جنگ سی چھڑ گئی ہے دل اور دماغ کی

ہوتے ہیں بے آرام صبح و شام مسلسل

---------

اگلے روز صبح سے ہی حویلی میں بہت چہل قدمی تھی۔امو جان سب کام ملازماؤں کو سمجھانے لگی ہوئی تھیں کہ اگلے دو تین دن کیا کام کرنا اور کب کرنا ہے۔جب سے آبگینے تائی کو شیاٹیکا کا مسئلہ ہوا تھا پوری حویلی کا کام امو جان پر آ گیا تھا اور اب جبکہ انکو تین چار دن کیلئے جانا تھا تو وہ بہت ہی پریشان تھیں کہ پیچھے کے معاملات درست طریقے سے ہوتے رہیں۔

"کیا ہو گیا ہے گل,اتنا کیا کام کے لئے ہلکان ہونا ہو جائیگا سب کام میں بھی ہو اور نورے (امو جان کی خاص ملازمہ) کو بھی تم یہیں چھوڑے جا رہی ہو پھر کس بات کی فکر اتنے سال بعد ہی تمہیں باہر نکلنے کا موقع ملا ہے تو آرام سے سکون سے گزارو۔" آبگینے تائی نے ہال جو کہ عورتوں کے استعمال میں تھا میں موجود تخت پر بیٹھتے ہوئے امو جان کو کہا جو ابھی نورے پر غصہ کر رہی تھیں کی جلدی جلدی کام ختم کرے۔

”خور مجھے آپکی فکر ہے آپ کیسے اکیلے رہو گے آپ بھی ہمارے ساتھ چلو نہ نرسنگ سے بھی مل لینا۔ میں بھی جانا نہیں چاہ رہی تھی مگر اس لڑکی کہ دماغ کا آپکو پتہ اب خان کو کہہ دیا کہ سیر پر جانا ہے تو جانا ہے اب یہاں کہ بھی سو کام ہیں مگر نہیں میری کوئی کونسا سنتا ہے۔“ امو جان جو پہلے ہی عائشہ پر غصہ تھیں اب آبگینے تائی کی ہمدردی پا کر اپنا دل ہلکا کرنے لگیں۔

”گل بچیاں ہیں انکا بھی دل کرتا ہوگا کہیں آئیں جائیں تو اس میں کیا حرج ہے اور مجھے لگتا ان سے زیادہ تمہیں ضرورت ہے ایک تھوڑا ماحول بدلنے کی۔ کیا مجھے نہیں دکھتا کہ تم تو اپنے بھائیوں کے بھی نہیں جاتیں سالوں بیت گئے۔“ تائی نے انکو تخت پر ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی نورے کو قہوہ لانے کا کہا۔

”آپکو وہاں نہ جانے کی وجہ معلوم تو ہے اتنے سال بیت گئے انھوں نے کونسا مجھے یاد کیا ہے۔“ امو جان اپنے میکہ کا ذکر کرتے ہوئے افسردہ ہو گئیں

”تمہارا بھی کوئی ثانی نہیں گل عائشہ کی خاطر اپنے سگے رشتے چھوڑ دیے کہ وہ اسکے وجود کو ماننے سے انکاری تھے اور خود آج تک اسکو ممتا کے لمس سے روشناس نہیں کروایا وہ بچی کہتی کچھ نہیں مگر اسکی آنکھوں میں صاف دکھتا ہے کہ وہ تمہارا اظہار چاہتی ہے تمہاری ممتا کو محسوس کرنا چاہتی ہے اسکو اتنا نہ

ترساؤ گل۔ جہاں اتنا ظرف دکھایا وہاں اپنی آغوش بھی اسکے لیے کھول دو یقین جانو تم بھی پر سکون ہو جاؤ گی۔" انھوں نے محبت سے اموجان کو سمجھایا اور قہوہ کی پیالی انکی جانب بڑھائی۔

"خورے (پشتو میں بہن) آپ واقعی شاعر کی بیٹی ہیں اف اتنی مشکل زبان بولتی ہیں۔" اموجان نے لہجے کو سرسری سا بناتے ہوئے بات بدلی اور تائی آبگینے سمجھ گئیں کہ وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتی ۔

"ہاں بھئی اپنے علاقے کہ واحد اردو کے شاعر کی بیٹی ہوں آخر میں اور خود بھی شاعرہ ہی ہوں تم یہ کیوں بھول جاتی ہو، اور شاید اب تک اس قبیلے کی سب سے پڑھی لکھی خاتون بھی۔" انھوں نے ہنستے ہوئے بادام منہ میں ڈالا ۔

"جی جی مجھے یاد ہے کیسے آغا جان نے بڑے خان سے چھپ کر آپکو ایف اے کے امتحان دلوائے تھے، اف کیا وقت تھا جب وہ آپکو ڈاکٹر کے چیک اپ کے بہانے کوئٹہ امتحان دلوانے جاتے تھے تب تو یہاں آس پاس کسی علاقے میں کوئی خاص کالج بھی نہیں تھا۔" اب وہ دونوں ماضی کی باتیں کرنے لگیں

"آغا جان کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولو نگی کیسے بیٹیوں کی پیدائش کے بعد خان اور خانی کی بیٹے کی خواہش کو ضد بننے پر انھوں نے مجھے حوصلہ دیا تھا اور خود کو مصروف کرنے کیلئے تعلیم کا سہارا لینے کا راستہ دکھایا اور دیکھ لو نرسنگ کی پیدائش کے بعد ہی ایف اے مکمل ہوا میرا۔ تمہیں بھی سب نے کتنا کہا تھا کہ میٹرک کے بعد آگے پڑھ لو مگر تم نہ مانیں۔" وہ اپنے ماضی کی اچھی یادوں کو یاد رکھے ہوئے تھیں اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ شاہد خان ایک آئیڈیل مرد تھے ہر رشتے میں توازن رکھنے والے اور وہ اپنی علاقے اور اپنے سے جڑے رشتوں کے لئے مثبت ترقی کے خواہاں تھے۔

"آپکو معلوم ہے مجھے پڑھائی کا کوئی خاص شوق نہیں تھا ہاں کہانیاں جتنی مرضی پڑھوا لو۔" اب وہ دونوں دھیما دھیما ہنسنے لگیں پاس کام کرتی ملازماؤں نے ان دونوں کو یوں ہنستا دیکھ کر حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا کیونکہ وہ دونوں اکثر چپ چاپ اپنا کام کرنے کی عادی تھیں۔ مگر ماضی کی اچھی یادیں خاموش سے خاموش انسان کو بھی مسکرانے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

"مگر دیکھو تمہاری بیٹیاں تم پر نہیں گئیں انکو تو اتنا شوق ہے پڑھنے کا اب دیکھو عائشہ انگلش لٹریچر اور مریم سائنس پڑھنا چاہتی۔"


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"وہ ہے نہ خجستہ میرے جیسی دیکھنا لگے باندھے ایف اے کرلے بہت ہے بس اسکو کہانیاں پڑھوالو اور اب تو خیر سے لکھنا بھی شروع کیا ہوا پچھلی بار نرسنگ کو دی تھی اس نے اپنی کہانی کہ کسی شمارے میں چھپوانے کیلیئے۔ اور مزے کی بات بتاؤں ان سب کو لگتا کہ ہمیں جیسے یہ نہیں معلوم۔ مگر یہ کیا جانیں ماؤں کو تو سب پہلے سے معلوم ہوتا ہے۔" اب کی بار ہلکا سا قہقہہ لگا کر دونوں ہنسیں۔

"شکریہ! مجھے معلوم ہے آپ نے مجھے اپنے پاس میری پریشانی کم کرنے کیلیئے بٹھایا تھا۔" امو جان نے مسکراتے ہوئے عقیدت سے آبگینے تائی کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا۔

"گل مجھے معلوم تمہارے دل کو کیا چیز پریشان کر رہی، اسکی تربیت تم نے کی ہے وہ بہت مضبوط ہے اسکے آگے پڑھنے کے فیصلے پر خوش ہو جاؤ مجھے معلوم تم کہو یا نہ کہو مگر تم عائشہ کے بغیر رہنے کا سوچ کر پریشان ہو۔" تائی آبگینے نے امو جان کے دل کی بات انکے سامنے رکھ دی مگر وہ آگے سے کچھ نہ بولیں اور بس ایک آنسو انکی آنکھ سے چھلک گیا۔ وہ اندر سے اسکے لئے ایسی ہی تھیں مگر بظاہر سخت پتھر۔

"میں دیکھتی ہوں بچیوں نے جانے کی تیاری کرلی کہ نہیں خان آتے ہی ہونگے وہ باہر گئے ہیں قبیلے کے کچھ کام دیکھنے، آپ بتائیں کچھ منگوانا ہو تو کوئٹہ سے۔ میں نہ وغیرہ کے کپڑے تو میں لیتی آؤنگی۔" امو جان نے اٹھتے ہوئے کہا


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

”نہیں جو تمہیں بہتر لگے لے لیناہاں البتہ ابھی نرسنگ کے لئے میں نے کھانا بنوایا ہے وہ میں پیک کروا دیتی ہوں ۔“

وہ بھی کچن کی جانب چل دیں۔

-----------

تقریباً شام کے چار بجے کے قریب کوئٹہ پہنچے،نرسنگ نے پہلے ہی ملازم کو کہہ کر گھر صاف کروالیا تھاوہ اپنی پڑھائی کے دوران ادھر ہی رہتا تھا مگر ابھی ہاؤس جاب کیلیئے وہ تھوڑادور ایک ڈسٹر کٹ ہاسپٹل تھا ادھر ہی اسکے ساتھ رہائشگاہ میں رہ رہا تھا۔ ہم تینوں تو آتے ہی ایک کمرے میں آرام کی غرض سے چلی گئیں جبکہ باباجان اپنے کچھ کاموں کیلیئے ڈرائیور کے ساتھ چلے گئے تھے۔امو جان ساتھ لائے سامان کو اپنی زیر نگرانی سنبھلوارہی تھیں۔

مغرب کے وقت امو جان نے آکر تینوں کو جگایا۔

"اٹھ جاؤ اب ایسے تھکن اتار رہی ہو جیسے مریخ سے پیدل چل کر کوئٹہ پہنچی ہوں نواب زادیاں تین چار گھنٹے کے سفر میں تھک گئیں آگے عملی زندگی میں کیا بنے گا انکا معلوم نہیں گھر بار کیسے چلاینگی؟" وہ ہی ہر ماں والی باتیں۔

"اموجاااان پلیز!" میں نے بستر سے اترتے ہوئے انکے آگے ہاتھ جوڑے تو انھوں نے میرے کان پکڑ لئے

"کیا پلیز بتاؤ مجھے آتے ساتھ ہی ایسے بستر پر گریں جیسے محاذ سے واپس لوٹی ہوں ماں کا کوئی خیال نہیں کہ چیزیں ہی سمٹوا دیں۔ اور تم خجستہ کیا کھاتی ہو سارا رستہ بھی سوتی آئیں اور اب بھی اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں۔" خجستہ پر سے کمبل اتارتے ہوئے اسکو ڈپٹا۔ خجستہ خود تو کیا اٹھتی اس نے ہاتھ کھینچ کر اموجان کو بیڈ پر وپنے ساتھ بٹھالیا اور انکی گود میں سر رکھ کر دوبارہ لیٹ گئی اور میں بھی انکے کندھے سے جڑ کر بیٹھ گئی۔ وہ پیار سے میرے سر میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔ وہ بہت کم اسطرح سے والہانہ پن کا مظاہرہ کرتی تھیں میں اور جڑ کر انکے ساتھ لگ گئی اور انکے سینے پر سر رکھ دیا۔ اچانک میری نظر عائشہ پر پڑی جو اس منظر سے نظریں چراتی واشروم کی جانب بڑھی میں نے اسکی آنکھوں میں واضح پانی محسوس کیا تھا۔ اور میں فوراً اموجان سے الگ ہوئی۔

"اموجان عائشہ۔" میں نے آہستہ آواز میں انکو باور کروانا چاہا مگر انکی سپاٹ نظریں مجھے خاموش کروا گئیں میں آج تک نہیں سمجھ سکی کہ انکا آپس میں کیسا رشتہ تھا محبت بھی تھی درمیان مگر نفرت بھی تھی یا اسکو نفرت نہیں کہینگے جھجک یا سرد مہری۔۔۔۔

"اٹھو تیار ہو جاؤ نماز پڑھ کر جان صاحب آتے ہونگے، کہہ رہے تھے کہ باہر کھانے پر چلینگے۔" انھوں نے خجستہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے مطلع کیا

"امو! نرسنگ لالہ نہیں آئے؟" خجستہ نے سوال کیا

"اسکی ڈیوٹی تھی وہ بھی ڈائریکٹ ہوٹل آجائیگا اب تم لوگ اٹھو جلدی۔" انھوں نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے بتایا۔

"عائشہ کو کہنا اپنا نیا کالے رنگ والا سوٹ پہن لے اتنے دن بعد ملاقات ہو گی تو۔۔۔" انھوں نے مجھے کہا کہ میں عائشہ تک انکا پیغام پہنچادوں میں نے مسکراتے ہوئے انکو سر ہلا کر جواب دیا

"ارے اموجان آپ تو بہت اوپن مائنڈڈ ہیں بیٹی کو تیار شیار ہونے کا کہہ رہیں کہ داماد سے ملنے جانے کیلیئے۔" خجستہ نے انکا بوسہ لیتے ہوئے انکو چھیڑا

"اہ میرا داماد کہاں ہے وہ میری تو خواہش مریم کیلیئے تھی مگر تمہاری تائی نے نام ہی اسکا لیا اب میں کیا کر سکتی ہوں۔" وہ اکثر ہی اپنی اس خواہش کو ہمارے سامنے بیان کر دیتی تھیں۔ میں نے انکی بات پر واشروم کے دروازے کی جانب دیکھا کہ کہیں عائشہ سن نہ لے۔

"بس کریں اموجان میں نے کتنی بار کہا ہے کہ آپ یہ بات نہ کیا کریں لالہ ہیں وہ میرے اور عائشہ کے لئے انکی فیلنگز کس سے مخفی ہیں۔" میں نے ہمیشہ کی طرح اس بات پر غصے میں جواب دیا اور بیگ سے کپڑے نکالنے لگی۔

اتنی دیر میں عائشہ واشروم سے نکلی میں منہ اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگی مگر اسکو نارمل دیکھ کر میں نے سکون کا سانس لیا کہ شکر اس نے اموجان کی بات نہیں سنی۔

"اٹھ جاؤ خجستہ نماز کا ٹائم ہو گیا ہے، ایک تو یہ لڑکی مجال ہے کوئی نماز وقت پر پڑھ لے۔" عائشہ نے خجستہ کا کمبل کھینچتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھاہ کر واشروم کی جانب دھکیلا اور خود جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔

میں عائشہ کو دیکھنے لگی اسکا چہرے پر وضو کی وجہ سے ہلکے ہلکے پانی قطرے موجود تھے جیسے گلاب پر شبنم کے قطرے۔ وہ ایسی ہی تھی پاک خوبصورت نرم نرم آنکھوں والی جسکو دیکھ کر ہی دل سے دعا

نکلتی تھی، ہوتے ہیں آپکی زندگی میں ایسے لوگ جنکو آپ جب بھی دیکھیں انکے لئے دل سے دعا ہی نکلتی ہے اور میری زندگی میں عائشہ تھی وہ شخصیت مگر شاید میں نہیں جانتی تھی کہ عائشہ اپنی سب دعائیں سب خوشیاں میرے حصے میں دے جائیگی۔

"مریم ہٹو مجھے بھی اپنے کپڑے نکالنے دو کب سے ایسے ہی بیٹھی ہو؟۔" جائے نماز سے اٹھ کر وہ میرے پاس قالین پر بیٹھ گئی اور سوٹ کیس سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔

اسکے ہاتھ میں سیاہ سوٹ دیکھ کر میں چونکی یقیناً وہ امو جان کی بات سن چکی تھی میری آنکھوں میں یکدم پانی آگیا یہ آخر بولتی کیوں نہیں ہے امو جان کے آگے کیوں نہیں بتاتی کہ انکی باتیں اسکو تکلیف دیتی ہیں۔

"کیا؟" عائشہ نے میری جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

میں فوراً اٹھی اور اسکے گلے لگ گئی اور رونے لگی۔

"سوری عائشہ امو جان کو معلوم نہیں کیا ہو جاتا ہے پلیز دل پر نہ لینا کبھی بھی میری پیاری بہن۔"


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"پاگل !اموجان ماں ہیں ہماری مجھے کچھ نہیں برالگتا تم بھی اتنانہ سوچا کرو۔" عائشہ نے پیار سے میرے آنسو پونچھے

"دیکھا مجھے ادھر ادھر بھیج کر آپ دونوں خود پتہ نہیں کونسی باتیں کرنے لگ جاتی ہیں، مجھے ہمیشہ لیفٹ آؤٹ فیل کرواتی ہیں۔" خجستہ نے واشروم سے نکلتے ہوئے ہمیں دیکھ کر اپنا ہمیشہ کا دکھ رویا۔

"چلو جی آگئی ہماری دکھی چھوٹی سی چڑیا۔" عائشہ نے اسکو بھی ساتھ لگایا اور اب تینوں بہنیں گلے لگی ہنس رہی تھیں۔

--------

سیرینا ہاٹل کے ریسٹورنٹ میں ٹیبل پر بیٹھے وہ اس وقت بھرپور فیملی کا منظر پیش کر رہے تھے۔ وہ تینوں اس وقت بہت خوبصورت لگ رہی تھیں، عائشہ نے سیاہ رنگ کا ویلوٹ کا خوبصورت لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور ساتھ ہی سیاہ رنگ کی بلوچی شال لی ہوئی تھی، مریم نے بھی ویلوٹ کا ہلکے گلابی رنگ کا ٹراؤزر شرٹ پہنا ہوا تھا ساتھ گہرے جامنی رنگ کی شال لی ہوئی تھی جبکہ خجستہ کے انداز میں ابھی تک لاابالی پن موجود تھا وہ جب بھی اپنے علاقے سے باہر آتی جینز کے ساتھ کوئی ٹاپ یا لونگ شرٹ پہنتی تھی ابھی بھی اس نے نیلی جینز کی ساتھ نیلے ہی رنگ کی لانگ شرٹ پہنی ہوئی تھی اور ساتھ ہلکی سی

کڑھائی والا سکارف لیا ہوا تھا جسکو وہ اموجان کے گھورنے پر ہی سر پر ٹکاتی تھی ورنہ اسکی کوشش تھی کہ وہ سر پر نہ ہی ٹکے۔

"آپ نرسنگ کو پوچھیں کہاں رہ گیا وہ تو بہت وقت کا پابند ہے۔" اموجان نے باباجان کو کہا وہ لوگ اس وقت نرسنگ کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ اس نے انکو کھانے پر ہی ملنے کا کہا تھا۔

"بس آتا ہو گا آپ لوگ کچھ آرڈر کر دیں باقی وہ آتا ہے تو منگواتے ہیں۔" باباجان نے ہمیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسلام علیکم سوری باباجان لیٹ ہو گیا آپ لوگوں کو انتظار کرنا پڑا۔" پیچھے سے نرسنگ خان نے آکر باباجان کے آگے جھکتے ہوئے کہا۔ باباجان نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا ساتھ ہی اسکے ماتھے پر بوسہ دیا وہ اسکو بہت چاہتے تھے وہ اپنے باپ کے بعد انکا واحد سہارا تھا اور اسکے لیئے بھی باباجان کی کہی کوئی بات حکم کا درجہ رکھتی تھی۔ باباجان سے مل کر وہ اموجان کے آگے جھکا اور ایک نظر عائشہ پر ڈالی اور اسکی آنکھوں میں جگنو چمکنے لگے مگر چند لمحے ہی لگے اسکو خود کو سنبھالنے میں۔

"کیالالہ کب سے انتظار کر رہے ہیں اتنی بھوک لگی ہوئی ہے۔" خجستہ نے اسکے آگے سر کرتے ہوئے شکوہ کیا۔ اس نے پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا اور مریم اور عائشہ کے سامنے آکر سینے پر ہاتھ رکھ کر سر خم کرتے ہوئے سلام کیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

باباجان نے آرڈر کیلئے ویٹر کو اشارہ کیا اب سب اپنی اپنی ڈش بتانے لگے۔

---------

یہ ایک ٹورنٹو کے ہاسپٹل کا منظر تھا۔ جہاں ایک شخص نیم بیہوشی کی حالت میں چیخیں مار رہا تھا۔ اسکی عمر لگ بھگ پنتالیس برس ہوگی مگر وہ اپنی حالت کی وجہ سے اس وقت اپنی عمر سے دس سال بڑا لگ رہا تھا لمبی بڑھی ہوئی سفید داڑھی، چہرے پر عجیب بے بسی ہونٹوں کے پاس سے نکلتا ہوا خون جسم پر جابجا زخموں کے نشان اسکی حالت کی ابتری کا منہ بولتا ثبوت تھے۔

"مسز حمزہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے آپ میرے روم میں ساتھ آئیں۔" ڈاکٹر نے اس نیم پاگل مریض کو سکون آور انجیکشن کے بعد نیند کی وادی میں اترتے دیکھ کر اسکی بیوی کو ساتھ آنے کا کہا۔

"جی ڈاکٹر بولئے کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟" مسز حمزہ نے ڈاکٹر کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا اور خود کو اگلی بات کیلیئے تیار کرنے لگیں۔ مسز حمزہ یعنی روشانے کم و بیش اسی کی عمر کی تھی مگر حالات کی وجہ سے اسکے چہرے پر بھی تھکن بے بسی کے آثرات واضح تھے۔

"آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اب مسٹر حمزہ کی حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے اتنے ریگولر پینک اٹیکس آنا بالکل بھی صحیح نہیں ہے اب میرا کہنا یہ ہے کہ ہمیں انکو ری ہیبلیٹیشن سنٹر بھیجنا ہو گا ہمارے پاس اب کوئی چوائس نہیں ہے۔ اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں آپکی اور انکی اپنی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں انکو بتایا۔

"ٹھیک ہے مجھے تھوڑا ٹائم دیں فیصلہ کرنے کیلیئے اور میں پاکستان میں انکی فیملی کو بھی انفارم کر دوں تب تک۔" انھوں نے حوصلہ سے ڈاکٹر کو دیکھتے ہوئے کہا مگر وہ جانتی تھیں کہ اب انکو کیا کرنا ہے۔

وہ اٹھ کر کمرے میں آ گئیں جہاں حمزہ بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے، وہ چل کر انکے پاس آ گئیں اور نم آنکھوں سے انکی جانب دیکھنے لگیں

"حمزہ میں جانتی ہوں آپکو ری ہیبلیٹیشن سنٹر نہیں کہیں اور جانے کی ضرورت ہے اور اب میں کچھ نہیں سنوں گی کسی کی کوئی بات نہیں سنوں گی اب میں ہمارے لئے فیصلہ لونگی میں چاہتی ہوں کہ آپکی


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

موت آسان ہو آپ یوں تڑپ تڑپ کر نہ جان دیں بلکہ آپکو سکون مل جائے اور سکون کی تلاش میں میں آپکے ساتھ اس ہر جگہ جاونگی جہاں سے مجھے امید ہے۔" نم آنکھوں سے خود سے ہمکلامی کرتے ہوئے وہ صوفہ پر بیٹھ گئیں اور لیپ ٹاپ آن کر کے ٹکٹس دیکھنے لگیں۔

---------

اموجان اور باباجان کھانے کے بعد قہوہ سے لطف اندوز ہو رہے تھے اور ہم سب آئس کریم کھاتے ہوئے سیرینا ہوٹل کے لان میں واک کرنے لگے۔ ہلکی ہلکی سی ٹھنڈک ساتھ میں باربی کیو کی مہک ماحول کو اور خوبصورت بنا رہی تھی۔ ایسے ہی باتیں کرتے کرتے میں نے خجستہ کا ہاتھ پکڑا اور مصنوئی آبشار کی جانب چل دی

"موٹی کب سے تم ہی نرسنگ لالہ سے باتیں کیے جا رہی تھیں تھوڑا سا انکو بھی اکیلے ساتھ ٹائم دے دو میں نے کتنی بار اشارہ کیا مگر تمہیں سمجھ ہی نہیں آیا۔" میں نے اسے سائڈ پر لے جاتے ہوئے ڈپٹا۔

"اووو اچھا سوری مجھے واقعی خیال نہیں آیا۔ ویسے مریم عائشہ اور لالہ ساتھ کتنے پیارے لگتے ہیں مکمل جوڑی ہے۔ اور دیکھو ہمارے بابا اور اموجان بھی کتنے اچھے ہیں اب مجھے سمجھ آئی انھوں نے کیوں کہا

کہ وہ لوگ آرام سے بیٹھے ہیں ہم گھوم آئیں۔" خجستہ نے ان دونوں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا جو آہستہ آہستہ چلتے ہوئے لان کی سیڑھیاں اترتے ہوئے دوسری جانب جا رہے تھے۔

"اللہ انکی جوڑی سلامت رکھیں۔" میرے دل سے انکے لئے دعا نکلی

"چلو ایک ایک آئس کریم اور ہو جائے۔" ہم دونوں دوسری جانب چل دیں۔

--------

"دل کی لگی" گانے کی آواز پورے لان میں گونج رہی تھی، چاندنی رات اور ہلکی ہلکی بارش ماحول کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہی تھی۔ اس پورے ماحول میں دو نفوس ایک دوسرے سے قدرے فاصلے پر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے لان کے پچھلے حصہ کی جانب جا رہے تھے۔ کچھ آگے چل کر وہ دونوں سائڈ پر بنے بینچ پر بیٹھ گئے، لیمپ لائٹ بلکل اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی اسکی ناک کی کیل اس وقت ستارے کی مانند چمک رہی تھی۔ نرسنگ بس یک ٹک اسکو دیکھے جا رہا تھا پورے ماحول نے اسکو مسمرائز کیا ہوا تھا، اور عائشہ بس چہرہ نیچے کئے ہاتھ مسل رہی تھی۔ چند لمحے ایسے ہی خاموشی سے گزر گئے بالآخر عائشہ نے آنکھیں اوپر اٹھائیں اور بات کا آغاز کیا۔

"آپ کیسے ہیں؟ جاب کیسی چل رہی؟" اس نے سرگوشی نما آواز میں پوچھا مگر نرسنگ تو اس وقت اسکی نیلی آنکھوں میں ایسا کھویا ہوا تھا کہ اسکو کوئی ہوش نہیں تھی۔

"نرسنگ پلیز!"۔ اسکی آواز کپکپائی

"میں جاؤں اب؟" اس نے اٹھتے ہوئے کہا تو نرسنگ نے یکدم ہاتھ بڑھا کر اسے روکا

"اچھا سوری پلیز بیٹھ جاؤ۔" نرسنگ نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ ہٹایا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکی یہ حرکت عائشہ کو آکورڈ کر رہی تھی۔ وہ واپس بینچ کی دوسری جانب ٹک گئی

"ٹھیک ہو؟ مبارک ہو بہت اچھا رزلٹ آیا ہے تمہارا مجھے بہت خوشی ہوئی، اور ہاں یہ میں تمہارے لئے لایا ہوں امید کرتا ہوں تمہیں پسند آئیگا۔" اس نے جیب سے ایک ڈبی نکالی اور نازک سا بریسلٹ اسکی جانب بڑھایا۔ عائشہ نے مسکرا کر تھاما اور پہننے کے لیے لاک کھولنے لگی۔

"تھینکس! بہت پیارا ہے۔" عائشہ کے چہرے پر شرمیلی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی نرسنگ کو اس وقت دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی لگ رہی تھی۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"یہ میں نے اپنی پے سے تمہارے لئے ہے، جب میں نے ہاؤس جاب شروع کی تھی تو سوچا تھا تمہارے لئے کچھ لوں بس تھوڑا لیٹ ہو گیا۔" اس نے ہنستے ہوئے بتایا اور عائشہ کا ہاتھ پکڑ کر بریسلٹ کا لاک لگانے لگا۔

"نرسنگ آپ سے ایک بات پوچھوں؟" عائشہ نے ڈرتے ڈرتے اسکی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا کیونکہ اسکو لگا کہ شاید اب جو بات وہ کرنے جا رہی تھی اس سے نرسنگ خفا نہ ہو جائے۔

"ہمم بولو!"۔ نرسنگ نے لاک لگا کر سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا

"آپ میرے آگے پڑھنے پر خفا تو نہیں ہیں؟ مجھے لگ رہا تھا کہ تائی جان مجھ سے ناراض ہو نگی مگر وہ تو امو جان کو بھی سمجھا رہی تھیں کہ مجھے پڑھنے دیں۔ مجھے بس یہ ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہونگے کہ میں نے یہ فیصلہ اکیلے کر لیا آپ سے پوچھا بھی نہیں۔" اس نے اپنی بات مکمل کر کے نرسنگ کی جانب دیکھا جو اس وقت مسکرا رہا تھا

"عائشہ ویسے ایک بات بتاؤ یہ جو پورے گھر میں قبیلے میں شیرنی مشہور ہے وہ میرے سامنے بات کرتے ہوئے اتنا ہچکچاتی کیوں ہے؟" اس نے عائشہ کو چھیڑا تو عائشہ نے ناراضگی سے اسکی جانب دیکھا


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

”اچھا اب ایسے بھی نہ دیکھو مجھے، چلو اب میری بات غور سے سنو، عائشہ یہ تمہاری اپنی زندگی ہے اور یہ تمہارا رائٹ ہے میں ہمیشہ سپورٹ کرونگا اور تمہاری جو تائی جان ہیں نہ وہ الگ قسم کی خاتون ہیں انھیں خود بھی سب کو معلوم ہے کتنا پڑھنے کا شوق ہے سو انکی ٹینشن نہ لو بلکہ وہ تو مجھے اس دن فون پر کہہ رہی تھیں کہ نرسنگ جیسے تیرے بابا نے میرا شوق پورا کیا ہے تو بھی عائشہ کو اسطرح سے ہی سپورٹ کرنا۔ اور تم تو ویسے ہی انکی لاڈلی ہو۔“سیریس بات کا اختتام پر اس نے پھر سے عائشہ کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

”اب میں ایک بات تم سے پوچھوں؟“نرسنگ نے نرم نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو عائشہ نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

”میں تمہیں باؤنڈ نہیں کرنا چاہتا مگر میں چاہتا ہوں کہ اب اس رشتے کو کوئی نام دے دیا جائے، اگر میں بابا جان سے نکاح کی بات کروں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا؟“نرسنگ نے بات ختم کر کے مسکرا کر عائشہ کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

چند لمحوں کیلیئے دونوں کے بیچ خاموشی رہی اور اس خاموشی کو ایک بار پھر عائشہ کی آواز نے توڑا

"آپکو جو ٹھیک لگے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" اس کے چہرے پر خوبصورت رنگ پھیل گئے اپنا جواب دے کر وہ فوراً اٹھ گئی اور اندر کے راستے کی جانب قدم بڑھا دیے۔

"شکریہ عائشہ!" اپنے پیچھے اسے نرسنگ کی آواز سنائی دی، اس نے مسکرا کر اپنے ہاتھ چہرے پر پھیرتے ہوئے خود کو نارمل کیا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

نجانے کب سے میں ماضی کی یادوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ اچانک گاڑی رکنے پر میں حال میں لوٹی۔ آس پاس نظر دوڑائی تو خود کو اپنے علاقے اپنے دیس، اپنی حویلی کے سامنے پایا میری آنکھوں سے آنسو خود بخود نکل گئے میں گاڑی سے نکل کر ارد گرد کا جائزہ لینے لگی، آجکی سامنے کھڑی عمارت بیس سال پہلے کی عمارت سے قدرے مختلف تھی، بیس سال پہلے کی سرخ اینٹوں سے بنی ہوئی حویلی اب سفید ماربل کی بنی کھوٹی کی شکل اختیار کر چکی تھی، پورٹیکو کے ارد گرد خوبصورت درختوں کی قطار تھی اور آگے جا کر چند سیڑھیاں چڑھ کر گھر کی مین بلڈنگ تھی جبکہ لان کی دوسری جانب بیٹھک آج بھی موجود تھی مگر اسکو بھی دور جدید کے ڈیزائن کے مطابق تبدیل کر دیا گیا تھا، مشرق سے طلوع ہوتے سورج کی روشنی جب عمارت پر لگے سفید ماربل پر پڑتی تو اسکا رنگ ہلکا سنہری لگ رہا تھا۔ لان میں اس


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وقت مور اور دیگر پرندے پھرتے ہوئے نظر آئے، مجھے ایسا لگا جیسے میں بیس سال نہیں بیس صدیوں کا سفر طے کر کے واپس لوٹی ہوں۔ سامنے چلتے ہوئے میری نظر ٹیرس پر چڑھی جیسمین کی بیل پر نظر پڑی اور مجھے شدت سے وہ یاد آئی کیسے لڑ کر اس نے یہ بیل لگوائی تھی اسکو سفید پھول بہت پسند تھے وائٹ ٹیولپس اور جیسمین اسکے پسندیدہ پھول تھے وہ روز فجر کی نماز کے بعد اموجان اور تائی جان کیلئے جیسمین کی کلیاں (موتیا) توڑ کر لے جاتی تھی، اور انکی سائڈ ٹیبل پر رکھ دیتی تھی، تائی جان نے تو آغا جان کے جانے کے بعد کانوں میں ڈالنا چھوڑ دی تھیں مگر وہ پھر بھی اسکے دینے پر ہمیشہ ہاتھ میں تھام کر ضرور اسکو دعا دیتی تھیں مگر اموجان بس خاموشی سے اس سے لیکر سائڈ پر رکھ دیتی تھیں لیکن جب وہ ہاسٹل چلی گئی تو میں نے اسکی یہ ڈیوٹی اپنے سر لے لی مگر اموجان نے مجھ سے لینے سے منع کر دیا کہ "رہنے دو یہ چونچلے اب۔" جبکہ میں اچھی طرح سمجھ گئی کہ وہ اسکے علاوہ یہ تحفہ کسی اور سے قبول نہیں کرینگی۔

"look at this Lala this is so mesmerising ! "

میری بیٹی عائشہ کی آواز میں اس سارے وقت میں اب مجھے کوئی خوشی اکسائمنٹ محسوس ہوئی اور میں اپنے بچوں کو خوشی سے ادھر ادھر پھرتا دیکھ کر مسکرادی۔ اب وہ تینوں موبائل نکالے مختلف تصویریں بنانے لگے۔

"چلیں مریم اندر۔" نرسنگ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور ایک ہاتھ سے میرے آنسو پونچھے یونہی مجھے ساتھ لگائے اندر کی جانب چل دیے۔

میں نے پیچھے مڑ کر بچوں کو آواز دینا چاہی تو مجھے روک دیا

"انکو انجوائے کرنے دیں خود ہی آجائینگے اندر۔"

راہداری سے گزرتے ہوئے ماضی کے کئی لمحے میری آنکھوں کے سامنے سے گزرے، کبھی عائشہ میرے اور خجستہ کے پیچھے بھاگتی ہوئی، کبھی سامنے لان سے پھول توڑ کر لاتی ہوئی وہ، ایک بار بارش کی وجہ سے ہر طرف پانی کھڑا تھا تب راہداری بھی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور پوری طرح ڈھکی ہوئی نہیں تھی تو وہ بھاگتے ہوئے پھسل گئی تھی اور میں اور خجستہ اسکے گرنے پر بہت ہنسے تھے مگر بعد میں جو اموجان نے ہماری کلاس لی تھی اف، ایسے بہت سے منظر میری آنکھوں کے سامنے سے گزرے اور اسکا آخری بار اسی راہداری سے باوقار انداز میں جانا اور جسطرح سے اس نے مڑ کر مجھے اور خجستہ کو

دیکھا تھا اسکی نظریں مجھے لگا وہ منظر جسے میں سالوں سے بھولانے کی کوشش کر رہی ہوں وہ پھر سے میرے سامنے آ گیا ہے مجھے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا بے ساختہ میں نے اپنی چادر زور سے کھینچ کر ڈھیلی کی اور اونچا سانس لینے لگی، نرسنگ نے گھبرا کر میری جانب دیکھا۔

"مریم حوصلے سے!" مجھے ساتھ لگائے انھوں نے اپنے لب میری پیشانی سے لگا دیے اور ایک آنسو انکی آنکھ سے میرے ہاتھ پر آ گرا تو میں نے چونک کر انکی جانب دیکھا ضبط سے انکی آنکھیں لال انگارہ بنی ہوئی تھیں۔

"مریم مجھے آج بھی آپکے سہارے اور سپورٹ کی ضرورت ہے پلیز میری طاقت بنی رہنا۔" انھوں نے آہستہ سے مجھے خود سے الگ کرتے ہوئے درخواست کی اور میں ہمیشہ کی طرح انکے طرز تخاطب پر افسردہ ہو گئی کیونکہ وہ آج تک مجھے آپ کہتے تھے جبکہ ہمیشہ اسکو تم کہتے تھے بیس سال گزر جانے کے بعد بھی ابھی تک ہمارے بیچ ایک دیوار حائل تھی اور اب میں تھکنے لگی تھی مجھے بھی اظہار کی خواہش تھی اب میرا بھی دل کرتا تھا وہ مجھے تم کہہ کر پکاریں اسی حق سے۔شاید میں بھی ایک عام سی عورت تھی جسے اب مزید بٹا ہوا مرد نہیں چاہیے تھا جسکی خواہش تھی کہ اسکا شوہر بس اسکا ہو۔

میں نے انکی جانب دیکھ کر سر ہلایا اور آگے کی جانب قدم بڑھا دیے۔

-------

" امو جان!" میری پکار پر تخت پر بیٹھے ہوئے وجود میں جیسے بجلی سی دوڑ گئی تیزی سے میری جانب بڑھیں مگر انکے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔

"خیال سے، چوٹ لگ جائیگی۔" انکو ہاتھ سے تھام کر دوبارہ تخت پر بٹھاتے ہوئے میں نے نرمی سے انکو خود سے لگا لیا۔ انکا نحیف وجود زور زور سے کانپ رہا تھا کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھیں مگر جیسے لفظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

"بیس سال لگا دیے مریم تو نے لوٹنے میں، بھول گئی ہمیں تجھے ترس نہیں آیا مجھ پر۔" انکا چہرہ میں نے اپنے ہاتھوں میں تھام لیا، جہاں اب صرف جھریاں تھیں ایک تھکان تھی ایک لمبی داستان تھی۔

"تم سب نے اکیلا کر دیا وہ کیا گئی سب بکھر گیا میرا آشیانہ کھنڈر بن گیا، تجھے بھی ہم نہ یاد رہے کوئی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسا کرتا ہے بھلا؟" وہ جیسے اسی لمحے سب کہہ دینا چاہتی تھیں۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"بس کریں اموجان نہ خود کو ہلکان کریں دیکھیں ہم لوٹ آئے ہیں ہم اب آپکے پاس رہینگے آپکی آغوش میں، ہم مل کر پھر سے اس آشیانے کو آباد کرینگے۔" نرسنگ نے آگے بڑھ کر انکے آنسو صاف کئے اور خود سے لگائے آنے والے کل کی نوید سنائی۔

"نرسنگ ٹھیک کہہ رہے اموجان اب سب اچھا ہو گا آپ دیکھئے گا بابا جان بھی ٹھیک ہو جائینگے۔" میں نے انکا ہاتھ ابھی بھی تھاما ہوا تھا، میرا اپنا دل اتنی زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"بابا جان کیسے ہیں اب؟ اپنے کمرے میں ہیں؟" نرسنگ نے بابا جان کی بابت دریافت کیا۔ چند روز قبل ہی انکا بائی پاس ہوا تھا اور ہوش میں آتے ہی انھوں نے ہمیں واپس آنے کا حکم دیا تھا، جب انھوں نے لرزتی آواز میں کہا

"میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں، اپنی غلطی کی بہت لمبی سزا کاٹ لی اب اور ہمت نہیں ہے کیا تم لوگ معاف نہیں کرو گے؟ تمہارا بابا جان ہار گیا وہ ہوتی تو کسی کو مجھ سے یوں خفا نہ ہونے دیتی اب تو جیسے لگتا موت بھی مجھ سے ناراض ہے جو وہ اتنی بڑی سرجری کے بعد بھی بچ گیا، واپس آجاؤ یہاں بہت سے دشمن تاک لگائے بیٹھے ہیں کہ کب وہ اس قبیلے پر قبضہ کر لیں نرسنگ آکر اپنا قبیلہ اپنا خاندان سنبھال لو بیٹا!"۔ وہ روتے ہوئے منت کر رہے تھے پھر ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ ہم انکی حکم عدولی کرتے۔

"بہتر ہیں خان بس تھک گئے ہیں، ہم دونوں ہی بس اب اپنے دن پورے کر رہے ہیں"۔ اموجان کی آواز بہت اداس اور بے بس تھی

"ارے ایسے ہی ابھی آپ نے اپنے نواسے نواسیوں کے نخرے اٹھانے ہیں ابھی دیکھئے گا اندر آتے ہی آپ سے فرمائشی پروگرام شروع ہو جائےگا۔" نرسنگ نے ماحول کی اداسی کو کم کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی بچوں کو آواز دیکر اندر بلا لیا اور وہ ہی ہوا انکو دیکھ کر اموجان کے انداز میں ایک زندگی کی رمق دوڑ گئی اب وہ ان سے باتوں میں لگ گئیں۔

"ہم باباجان کو دیکھ لیں۔" میں نے باباجان کے کمرے کی طرف قدم بڑھادئے

"مریم سن کیا کھائے گی ناشتے میں؟ بچے تو پراٹھا کہہ رہے" اموجان کی پکار پر میں ایک لمحے کو رکی ایسا لگا جیسے بیچ کے بیس سال آئے ہی نہ ہو ہمارے درمیان۔

"میں بھی پراٹھا کھاؤنگی ساتھ میں شکر۔ اور یاد آیا خجستہ کو بھی میسیج کر دیتی ہوں وہ بھی آجائے۔" میرے جواب پر وہ مسکراتے ہوئے کچن کی جانب چل دیں اور میں نرسنگ کے ہمراہ باباجان کے کمرے کی جانب۔

ـــــــــ

"بابا جان!" جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے سامنے بیڈ پر موجود وجود کو دیکھ کر ہمیں جھٹکا لگا یہ بابا جان تو ہرگز نہیں تھے، جنکی شخصیت ایسی تھی کہ لوگ دیکھتے ہی متاثر ہوئے بنا نہ رہ پاتے تھے انکا گفتگو کا انداز، انکا چلنے کا انداز، غرض ہر انداز انکا شاہانہ تھا اور اب سامنے لیٹا وجود ایک کمزور بوڑھا وجود تھا۔ آدھا منہ کھلا ہوا دوائیوں کے زیر اثر۔

"کب تک اٹھینگے بابا جان؟" نرسنگ نے وہاں موجود ملازم سے پوچھا

"سردار ابھی سوئے ہیں نماز کے بعد نیند نہیں آرہی تھی تو میں نے دوا دے دی اب سکون سے سو رہے ہیں۔"

"چلو جب اٹھیں ہمیں مطلع کر دینا۔" نرسنگ نے ہی اسکو جواب دیا میں ٹکٹکی باندھے بابا کو ہی دیکھے جا رہی تھی، کمرے سے نکلتے ہی میں جو کب سے خود کو قابو کئے ہوئی تھی بلک بلک کر رونے لگی

"مریم ریلیکس! سنبھالیں خود کو بچے آپکے رویے سے پریشان ہو رہے ہیں، اب جب فیصلہ لے لیا ہے کہ یہیں رہنا ہے تو حالات کا سامنا کریں ماضی کو بھلانے کی کوشش کریں کب تک ماضی کے ساتھ

جڑے رہینگے اب ان سب کو ہماری ضرورت ہے"۔ میرا چہرہ ہاتھوں میں تھامے نرسنگ مجھ سے زیادہ خود کو تسلی دے رہے تھے کیونکہ انکی آنکھیں اور ہی داستان سنارہی تھیں

"نرسنگ مجھے یہاں آکر لگ رہا کہ ماضی تو تھا ہی نہیں وہ تو حال ہی ہے"۔ میں نے انکی جانب دیکھتے ہوئے کہا

"مریم بہت مشکل ہے مگر ہمیں بھلانا ہو گا آنے والی نسلوں کی بہتری کیلیئے، کل یا پرسوں مجھے سردار بنا دیا جائیگا مجھے آپکے ساتھ آپکی سپورٹ کی ضرورت ہے اور میں چاہتا ہوں قبیلے کا سرادر ہی نہیں سردارنی بھی مضبوط ہو، ہمیں اپنے بزرگوں کی غلطیاں نہیں دوہرانی، ہمیں ماضی کو بھولنا ہے ہمیں آگے بڑھنا ہے اب زندگی میں"

"کیا آپ بھول پائینگے اسے، اپنے اور ہمارے ماضی کو؟"میرے الٹا سوال کرنے پر وہ چند لمحے خاموش رہے اور میں جانتی تھی کہ وہ اس وقت ضبط کے کن مراحل سے گزر رہے ہیں۔ پھر یکدم وہ آگے بڑھے اور مجھے اپنے ساتھ لگالیا۔

"ہاں اب ہمیں بھولنا ہو گا مریم" !

-------

"عائشہ!" امو جان کے براہ راست پکارنے پر ہم سب جو اس وقت لاؤنج میں بیٹھے اگلے دو دن گھومنے پھرنے کا پلان کر رہے تھے چونک کر دیکھا کیونکہ امو جان عائشہ سے کم و بیش ہی براہ راست بات کرتی تھیں ۔

"جواب دینے کے بجائے منہ اٹھا کر تینوں مجھے ایسے دیکھ رہی ہو جیسے میرے سینگ نکل آئے ہوں۔" انھوں نے خفگی سے دیکھا اور انکے یوں دیکھنے پر عائشہ نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور حیرت اور پریشانی سے انکو دیکھتے ہوئے ہلکی آواز میں جی بولا مگر اسکی آواز کی لڑکھڑاہٹ سن کر میں اور خجستہ دونوں ہنسنے لگیں۔

"انکی مسخریاں نہیں ختم ہونگی مجھے تم سے بات کرنی ہے ادھر آؤ۔" وہ جو قالین پر بیٹھی تھی ایک ٹرانس میں چلتے ہوئے انکے پاس صوفہ پر بیٹھ گئ۔

ہمیشہ کی طرح خجستہ کی زبان میں پھر کھجلی ہوئی

"مریم امو جان ٹھیک ہیں نہ؟ کل کھانے میں ایسا کچھ ملا ہوا تو نہیں تھا جو ایسی باتیں کر رہی ہیں عائشہ کو اپنے پاس خیر ہے نہ۔" اس نے قدرے سرگوشی میں میری جانب جھکتے ہوئے کہا مگر اسکی بات امو جان بآسانی سن چکی تھیں اور اب انکا ہاتھ جوتے کی جانب بڑھا

"بے شرم ہے تو خجستہ، کرتی ہوں تیرا علاج، اور تم کیا وہیں جم کر کھڑی ہو گئی ہو ضروری بات کرنی ہے مجھے تم سے آرام سے ادھر آکر بیٹھو۔ اور تم دونوں اگر چپ رہ سکتی ہو تو ادھر بیٹھو ورنہ جاؤ کچن میں دیکھو خانسامہ نے کھانا بنا لیا ہو تو لگاؤ میز نرسنگ بھی آتا ہو گا۔" انھوں نے باجماعت حکم صادر کیا، ہم دونوں اب چپ کر کے بیٹھی تھیں کیونکہ کچن سے زیادہ اس بات کا تجسس تھا کہ آخر امو جان عائشہ سے کیا بات کرنا چاہتی تھیں۔

"عائشہ صبح تمہاری تائی کا فون آیا ہے وہ نکاح کا کہہ رہی ہیں تم بتاؤ کیا کہتی ہو؟ انکو جواب دینے سے پہلے تمہاری رائے جاننا چاہتی ہوں۔" انھوں نے اسکی جانب دیکھنے سے گریز کیا کیونکہ وہ اس وقت صرف انکے پکارنے پر ہی آنکھوں میں آنسو لئے انکو تکے جا رہی تھی۔

"امو جو آپکو ٹھیک لگے جو آپ فیصلہ کرینگی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" اس نے عقیدت سے انکو دیکھتے ہوئے جواب دیا


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں نہ خان کو ہے میں نے صبح انکے نکلنے سے پہلے بات کی تھی بس تم سے پوچھنا تھا، اب تمہیں بھی کوئی اعتراض نہیں تو بس انشاء اللہ نکاح کا ارادہ کرتے ہیں باقی اللہ خیر کرینگے، صدا خوش رہو۔" اب انکے لہجے میں پیار کا عنصر بھی محسوس ہوا یا شاید بیٹی کی شادی کی بات سخت سے سخت دل کو بھی نرم کر دیتی ہے۔

"چلو کل باڑہ چلتے ہیں کپڑے لینے، بھابھی نے یہ ذمہ داری بھی دی ہے کہ سب کے کپڑے جوتے لیتے آئیں اگلے جمعہ کو شاید رکھیں نکاح، اب اتنی جلدی بنیگے تو نہیں ریڈی میڈ ہی لینے ہونگے تم لسٹ بنالو مریم سب کے سامان کی بلکہ ایسا کرو مینہ وغیرہ کو فون کر کے پوچھ لو رنگ وغیرہ۔" انھوں نے میری جانب دیکھتے ہوئے کہا، نکاح کے فنکشن کا سن کر ہم پرجوش ہوگئی تھیں جبکہ عائشہ ابھی بھی ٹرانس میں تھی اور اموجان کی اگلی بات پر وہ ایک بار پھر حیران رہ گئی۔

"تم بھی اپنی پسند بتادو بلکہ ایسا کرو نرسنگ سے پوچھ لو، آجکل کے بچوں کے اپنے ہی پسند ہوتی ہے اور اچھا ہے اپنی پسند سے لے لو ایسے ہی دل برا کرنے کا کیا فائدہ بھابھی نے بھی یہ ہی کہا ہے، بس مجھے تمہاری نندوں کا ہے کہ اپنی پسند کے کپڑے لینے پر اعتراض نہ کریں، ایک ہی بھائی ہے سو ارمان

ہوتے بہنوں کہ اسی لئے سوچ رہی کل مینہ سی کہتی ہوں آجائے ادھر ہی مل کر شاپنگ کر لینگے۔" امو جان کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا پلان کریں انکی گھبراہٹ فطری تھی۔

"میں ہی بولے جارہی ہوں تم لوگ بھی کوئی مشورہ دے دو۔" بلآخر انکو احساس ہوا کہ وہ اکیلے ہی سب پلان کیے جارہی ہیں

"امو جان آپ تسلی رکھیں مینہ آپا تو کوئٹہ کے پاس ہی رہتی ہیں کل ان سی پوچھ لیتے ہیں وہ آجائینگی تو مل کر کر لینگے کام اور جہاں تک رہ گئی کپڑوں کی بات تو ہم ایسا کرتے ہیں نرسنگ لالہ کے دوست کی بہن نے ابھی کچھ ٹائم پہلے ہی ایک بوتیک کھولی ہے ہم وہاں چلتے ہیں ایک بار۔" میں نے انکے پاس بیٹھتے ہوئے انکو تسلی دی۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے اور عائشہ اپنی پسند بتادو یا پوچھنا ہے نرسنگ سے پوچھ لو پھر نندوں کے سامنے بولنا اچھا نہیں لگے گا تو میں سنبھال لونگی۔" انھوں نے پھر سے عائشہ کو مخاطب کیا جو انکی پلاننگ سن کر مسکرا رہی تھی

"امو جان آپ تو بہت ہی کوئی براڈ مائنڈڈ ہیں بھئی کیسے مزے سے عائشہ کی پسند پوچھ رہی ہیں۔" خجستہ زیادہ دیر خاموش نہیں رہ سکتی تھی

"ہاں تو ہر کسی کے اپنے ارمان ہوتے ہمارا دور تھوڑی ہے جو پہنا دیا پہن لیا لڑکی کے دل کی جاننے کی کوشش بھی نہیں کی۔ وقت بدل گیا ہے بچے اور وقت کے ساتھ چلنے میں ہی عافیت ہے۔" انھوں نے تسلی سے جواب دیا

"عائشہ۔" یکدم سے اموجان کا لہجہ پھر سے پرایا ہو گیا، چند لمحے پہلے جو اسکی سہیلی بنی اس سے اسکی مرضی پوچھ رہی تھیں اب انکی پکار میں یکدم اجنبیت محسوس ہوئی۔

"جی!" عائشہ نے حیران نظروں سے انکی جانب دیکھا وہ شاید سمجھ گئی تھی کہ اموجان کیا کہنا چاہتی ہیں تب ہی انکا لہجہ بدلا تھا، شاید یہ بات یہ موضوع کبھی بھی انکے بیچ اس اجنبیت کی دیوار کو گرا نہ پائے۔

"تم بلانا چاہتی ہو؟ تمہاری زندگی کا اہم موقع ہے اگر بلانا چاہو تو ایک مرتبہ فون کر لو۔" انھوں نے ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات مکمل کی اور اسکی جانب امید بھری نظروں سے دیکھنے لگیں اور اس نے بھی انکی امید انکا مان نہیں توڑا تھا۔

"نہیں اموجان مجھے کسی کو نہیں بلانا کسی کو بھی نہیں میرا سب کچھ آپ ہیں بس۔" اس نے ہتھیلی سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے انکی جانب دیکھا کہ شاید آج ابھی اسی وقت وہ اسکو اپنی آغوش میں لے لیں اور وہ بھی آج یہ دیوار گرانا چاہتی تھیں یا شاید نہیں!!!! وہ اٹھیں اور اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے"

خوش رہو" کہتی کمرے سے چل دیں اور عائشہ چہرے پر ہاتھ رکھے رونے لگی، مجھے سمجھ نہ آیا کہ وہ کیوں رو رہی ہے اپنی خواہش کہ رد ہو جانے پر یا اپنے فیصلے پر۔۔۔

--------

لاؤنج میں رکھا فون کب سے بج رہا تھا، عائشہ نے جو ابھی نماز پڑھ کر کمرے سے باہر آئی تھی اٹھالیا۔

"اسلام علیکم "!

"وعلیکم سلام، جیتی رہیں خوش رہیں وہ بھی میرے ساتھ۔" دوسری جانب سے نرسنگ کی شرارتی آواز سنائی دی

"آپ" عائشہ کے لب خود بہ خود مسکرانے لگے

"جی کیسی ہیں آپ کیا کر رہی تھیں؟ سنا ہے تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔" اسکے ہر انداز سے خوشی چھلک رہی تھی

"جی، کل شاید مینہ آپا بھی آجائیں تو پھر سب اکٹھے جائینگے، آپ آئینگے کل؟" عائشہ نے اپنے ازلی اعتماد کے ساتھ بات کا آغاز کیا۔

"آنا تو پڑے گا پہلے تمہیں یونیورسٹی لیکر جانا ہے پھر باقی سب کے ساتھ دیکھو کیا پلان بنتا۔ ویسے نکاح کی خوشی میں لگتا ہے ایڈمیشن کا ارادہ بدل گیا ہے، جو فارم لینے بجانے کے بجائے شاپنگ کی پلاننگ ہو رہی۔" نرسنگ نے چھیڑنے والے انداز میں کہا اور توقع کے عین مطابق دوسری جانب سے فوراً جواب آیا۔

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں، اور آپ زیادہ فری نہ ہوں۔ ورنہ میں فیصلہ واپس بھی لے سکتی ہوں۔"

"پلیز ملکہ عالیہ ایسا ظلم نہ کیجئے گا، بندہ سر تسلیم خم کرتا ہے۔" اسکے جواب پر عائشہ کی خوبصورت ہنسی ائیر پیس سی سنائی دی۔

"اف نرسنگ امو جان صحیح کہتی ہیں تائی جان اور آپ اردو دان ہی ہیں۔"

"نرسنگ آپ سے ایک بات پوچھنی تھی۔" چند لمحوں بعد عائشہ نے قدرے جھجھکتے ہوئے کہا۔

"عائشہ تمہیں مجھ سے کچھ کہنے کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور ایک بات جو میں نوٹ کر رہا ہوں عائشہ کہ اب تم مجھ سے بات کرتے ہوئے جھجکتی ہو ہمارا رشتہ بدل ضرور رہا ہے مگر میں چاہتا

ہوں ہم ہمیشہ اچھے دوست رہیں ایک دوسری کی بات سمجھنے والے۔ سمجھ رہی ہو؟"نرسنگ کافی وقت سے نوٹ کر رہا تھا کہ عائشہ جو پہلے اس سے بلا جھجک بات کر لیتی تھی اب اسکے انداز میں ایک جھجک آگئی ہے وہ شاید بدلتے رشتے کو خود پر زیادہ سوار کر رہی تھی اسی لئے نرسنگ نے پہلے اسکو ریلیکس کیا اور پھر بات آگے بڑھائی۔

"بولو! کیا پوچھ رہی تھیں؟"

"وہ اموجان پوچھ رہی تھیں کہ میں کیسا ڈریس لوں، آپ بتائیں آپکا کوئی فیورٹ کلر۔" اسکی بات پر دوسری جانب وہ ہلکا سا مسکرایا

"جو تمہیں پسند ہو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر تم چاہو تو آف وائٹ پہن سکتی ہو۔" اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا

"جی آف وائٹ پہن لوں تاکہ سارا قبیلہ مجھے پھر سے فرنگی ہونے کے طعنے دینے لگے۔" اس نے بھی آگے سے چڑنے والے انداز میں جواب دیا اور پھر خود ہی ہنسنے لگی جس میں نرسنگ نے بھی اسکا ساتھ دیا۔ پھر وہ ادھر ادھر کی گفتگو کرنے لگے


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

”نرسنگ آپکو معلوم آج کیا ہوا اموجان نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور اتنی باتیں کی مجھ سے۔۔“ وہ اب ساری بات اسکو تفصیل سے بتانے لگی، وہ اپنی اس خوشی میں سب کو شامل کرنا چاہتی تھی۔

-------

”حمزہ اٹھیں، جلدی کریں ہمت کریں ڈاکٹر نے ڈسچارج کر دیا ہے۔“ اسکی بیوی نے زبردستی ہاتھ پکڑ کر اسکو بیڈ سے اتارنے کی کوشش کی مگر اس عورت کیلئے ایک مرد کے وجود کو اٹھانا آسان نہیں تھا۔

”پلیز حمزہ ترس کھائیں مجھ پر، آپکو ہمت کرنی ہو گی ہمارے پاس وقت نہیں ہے پلیز پلیز۔“ اب وہ اس نیم بیہوش وجود کو روتے ہوئے جھنجھوڑ رہی تھی۔

”کیا ہوا تم بھی تنگ آگئی ہو مجھ سے، مجھے موت کیوں نہیں آتی مجھے سکون لا دو کہیں سے لا دو گی نہ۔“ اب حمزہ کے وجود میں حرکت ہوئی تھی اور وہ اپنے سامنے روتی ہوئی بیوی کو دیکھ کر بے ربط جملے ادا کر رہا تھا

”ہاں میں لا کر دونگی سکون میں لا کر دونگی معافی آپکو مگر اسکے لئے آپکو میرا ساتھ دینا ہو گا حمزہ، اس عذاب میں اب میں مزید آپکو نہیں دیکھ سکتی بس بہت ہو گیا اب آپکی آزادی کے لئے میں اب اس ہر

در کو کھٹکھٹاؤ نگی جہاں سے مجھے امید ہو گی بس آپکو میرا ساتھ دینا ہو گا۔" وہ حمزہ کی پیٹھ کو تھپکتے ہوئے خود کلامی کر رہی تھی

"چلیں جلدی کریں ہمارے پاس وقت کم ہے بہت کم اس سے پہلے یہ آپکو مینٹل ری ہیبلیٹیشن بھیجیں ہم یہاں سے چلے جائینگے۔" اس نے جلدی جلدی دوائیاں سمیٹنا شروع کر دیں، حمزہ کے پینک اٹیکس اتنے بڑھ چکے تھے کہ ڈاکٹرز کا خیال تھا کہ اب جلد از جلد اسکو ایڈمٹ کر دینو چاہیے کیونکہ انکے نزدیک وہ تقریباً پاگل ہو چکا تھا اور ایک پاگل انسان کا یوں سوسائٹی میں رہنا خطرے سے خالی نہ تھا وہ خود کو یا کسی بھی دوسرے شخص کو نقصان پہنچا سکتا تھا، مگر اسکی بیوی (لیلیٰ) جو پچھلے 17 سال سے روز وشب کی ساتھی تھی جانتی تھی کہ وہ کسی دماغی بیماری کا شکار نہیں ہے بلکہ یہ تو ضمیر کی آواز ہے، قدرت کا انتقام ہے، کسی مظلوم کی آہ ہے، کسی ماں کی بد دعا ہے، کسی کا گھر اجاڑنے کی سزا ہے یہ تو دنیا کا نظام ہے کہ برائی کر کے گناہ کر کے کوئی بھی سکون سے نہیں رہتا اور ایک وقت آتا ہے کہ انسان اس کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے تھک جاتا ہے اور جب احساس ہوتا تب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ اور تب تک اسکا اپنا دماغ اسکا اپنا دل بھی اسکا ساتھ نہیں دیتے اور اس سے سکون چھین لیا جاتا ہے۔ اور وہ یوں ہی بھٹکتا رہتا ہے۔۔۔۔۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

وہ اسکو بالآخر وہیل چیئر پر بٹھانے کے قابل ہو چکی تھی، جیسے ہی وہ ہاسپٹل کے کوریڈور سے ہوتے ہوئے باہر کی جانب بڑھی اسکا سامنا حمزہ کے ڈاکٹر سے ہوا۔

"مسز حمزہ ٹھیک دو دن بعد سٹاف آجائیگا انکو موو کرنے کے لئے آپ خود کو مینٹلی تیار کر لیں۔" اس نے پروفیشنل انداز میں بات مکمل کی اور اندر کی جانب بڑھ گیا

"دو دن آہ دو دن !!!بس مزید چند گھنٹے۔۔۔ حمزہ میں آپکو کسی پاگل خانے میں ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی، اب آپکو میری سننی ہو گی ماننی ہو گی۔ اب آپکی سزا ختم ہونی ہو گی آپکو سکون ملنا ہو گا۔" وہ تیزی سے وہیل چیئر پارکنگ ایریا کی جانب چلاتے ہوئے آہستہ آہستہ منہ میں بڑبڑا رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔

"ناجان کیسے ہیں آپ؟ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں مجھے آپکے ساتھ پورا علاقہ گھومنا ہے۔" ہم سب اس وقت عائشہ (میری بیٹی) باباجان کے کندھے سے لگی بیٹھی تھی اسکے طرز تخاطب پر ہم سب مسکرا دیے وہ سب کو ہی شارٹ فارم میں پکارتی تھی جیسے نرسنگ کو با، بھائیوں کو بھا اور اب باباجان کو ناجان

۔

"بس میرے بچے اب آپ کہ نانا جان بوڑھے ہو گئے ہیں مگر اب دیکھنا آپ لوگ آ گئے ہو تو میں پھر سے اچھا ہو جاؤں گا۔" انکی آواز میں نقاہت محسوس کی جا سکتی تھی، نرسنگ انکے پاس ہی بیٹھے تھے جبکہ میں سامنے صوفے پر نظریں نیچے کیے بیٹھی تھی اور خود پر مرکوز انکی نظریں صاف محسوس کر سکتی تھی مجھ میں آج بھی انکے ساتھ لگ کر بیٹھنے کی ہمت نہیں تھی یا شاید مجھے عادت ہی نہیں تھی۔

"مریم، ادھر آؤ بیٹا! بوڑھے باپ کے پاس نہیں آو گی؟ ابھی تک ناراض ہو؟" انھوں نے بالآخر مجھے مخاطب کیا، نرسنگ اور امو جان نے مجھے اشارے سے اٹھنے پر مجبور کیا تو میں تھکے ہوئے قدم اٹھا کر انکی جانب بڑھی انھوں نے مجھے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا اور بیس سال کے رکے ہوئے آنسو بہہ نکلے۔ ضبط کے سب بند ٹوٹ گئے اور ہم ساتھ لگے روتے رہے۔

"معاف کر دو مجھے تم لوگ ظلم ہو گیا مجھ سے مجبور تھا میں، معاف کر دو مجھے تھک گیا ہوں بوڑھا ہو گیا ہوں اب مجھ سے نہیں برداشت ہوتا۔ بھول جاؤ سب،" ہچکیوں کے بیچ بے ربط جملے بولتے بابا جان میرے آگے ہاتھ جوڑے بیٹھے تھے اور ایک بیٹی کیسے اپنے باپ کی بے بسی دیکھ سکتی تھی، میں نے انکے ہاتھ اپنے لبوں سے لگا لیے

"نہیں باباجان پلیز ایسے نہیں کریں، بس چپ، طبعیت خراب ہو جائیگی۔" میں نے انھیں بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے لٹایا اور انکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

وہ ملا تو صدیوں بعد بھی میرے لب پہ کوئی گلا نہ تھا

اسے میری چپ نے رلا دیا جسے گفتگو میں کمال تھا

ماحول کی افسردگی کو خجستہ کی آمد نے قدرے کم کر دیا وہ ابھی بھی ویسی ہی تھی شور شرابا مچانے والی پانچ بچوں کی ماں بن کر بھی اسکا مزاج آج بھی ویسا تھا، امو جان اپنے نواسا نواسیوں کے ساتھ مصروف تھیں، باباجان کی آنکھ لگی تو ہم لوگ بھی باہر لاؤنج میں آ گئے۔

"مریم میرا دل تو نہیں کر رہا تم سے بات بھی کروں مگر کیا کروں تمہیں سامنے دیکھ کر سب بھول گئی، یہ بھی کہ تم اتنے سال میں ایک بار بھی نہیں آئیں اور یہ بھی کہ میری شادی اور کسی بچے کی پیدائش پر بھی تم میرے ساتھ نہیں تھیں مجھے تمہاری کتنی ضرورت تھی۔" اس نے مجھ سے شکوہ کیا اور میں خاموشی سے سنتی رہی جانتی تھی کہ وہ حق بجانب ہے۔

"بس اب آ گئی ہوں نہ اب کہیں نہیں جاؤں گی دیکھنا۔ ویسے خجستہ تم اب بھی ویسی ہو بالکل نہیں بدلیں۔" میں نے ہنستے ہوئے اسکو تنگ کیا

"نہیں مریم میں ویسے نہیں رہی میں ویسی اب کبھی ہو بھی نہیں سکتی ہاں مگر ویسا ہی ہونے کا پریٹینڈ کرتی ہوں، میری اس کوشش سے میرے بوڑھے ماں باپ جو کئی سالوں سے ہنسنا بھول گئے ہوئے ہیں وہ کم از کم کبھی کبھی مسکرا تو دیتے ہیں۔" اسکی بات سن کر مجھے لگا کہ میں تو خود کو تکلیف دینے کے علاوہ اپنے سے جڑے رشتوں کے لئے بھی اذیت کا سبب بنی رہی اور میری چھوٹی بہن جسکو ہم سب لا ابالی سمجھتے تھے وہ تو بہت سمجھدار نکلی اپنا غم چھپا کر دوسروں کی مسکراہٹ کے اسباب پیدا کرتی رہی۔

--------

گل لالہ اور بہرام خان کی زندگی کافی حد تک نارمل ہو گئی تھی، لالہ انکے یو کے جانے پر رضامند ہو گئی تھی مگر اندر ہی اندر دل کو عجیب سا ڈر بھی تھا کہ اگر انھوں نے اس عورت کو دوبارہ اپنی زندگی میں شامل کر لیا تو۔ وہ اس حقیقت کو جھٹلا نہیں پا رہی تھی اور ایک دن وہ ہوا جسکا کسی نے سوچا ہی نہیں تھا۔

"مجھے بہرام خان سے ملنا ہے۔" ایک حسین لمبی نیلی آنکھوں والی گوری اس وقت مین گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے لان میں بیٹھی گل کے پاس آ کر بولی۔

"آپ کون؟" گل لالہ کو لگا اسکے سب خدشات حقیقت کا روپ لئے اسکے سامنے کھڑے ہیں۔

"میرا نام کیتھرین ہے آپ اسکو اطلاع کر دیں میرے پاس وقت نہیں ہے پلیز۔" اس نے عجلت میں گھڑی دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ گل لالہ کو لگا انکے پیروں سے کسی نے زمین کھینچ لی ہو جیسے مگر وہ پھر بھی ہمت کرتے ہوئے اسکو اپنے ہمراہ لئے بیٹھک کی جانب چل دی جہاں آغا جان اور بہرام خان زمینی معاملات پر مشورہ کر رہے تھے۔

"کیتھرین تم۔" بہرام خان اسکو وہاں دیکھ کر اپنی نشست سے کھڑے ہو گئے انکے لہجے میں حیرانگی صاف ظاہر تھی۔

"ہاں میں مجھے آنا پڑا کیونکہ تم نے تو پلٹ کر کوئی خبر نہ لی، تمہاری امانت لوٹانے آئی ہوں میں۔" اس نے نفرت سے ساتھ کھڑی بچی کا ہاتھ تھام کر اسکو آگے کیا۔

"کیا مطلب؟" اسکی بات پر سب لوگ ایک دم سے چیخ اٹھے، اونچی آوازیں سن کر گھر کے باقی لوگ بھی بیٹھک میں آ چکے تھے اور اب حیرت سے اس 87 سال کی بچی کو دیکھنے لگے جو نہایت خوبصورت تھی، نیلی آنکھیں گورا رنگ، اسکے نقوش بلکل قبائیلی ہی تھے ہاں مگر اسکی ناک سامنے کھڑی عورت جیسی تھی، برٹش فیچرز میں شاید ناک ہی انکو سب سے منفرد بناتی ہے۔

”سنبھالو اپنی اولاد کو اتنے سال میں نے انتظار کیا کہ شاید تم لوٹ آؤ مگر تم نہیں آئے اب بس بہت ہو گیا میں مزید یہ ذمہداری نہیں سنبھال سکتی رکھو اسے اپنے پاس اور مجھے فارغ کرو۔“ اس نے نفرت سے بچی کو بہرام خان کی جانب دھکا دیا۔

”اوبی بی تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم کسی کو بھی لا کر کھڑا کر دو گی اور ہم اسے اپنا خون تسلیم کر لیں گے۔“ گل لالہ کی شاید پہلی بار اس حویلی کے در و دیوار نے اتنی بلند آواز سنی تھی، وہ سامنے کھڑی اس سے جرح کر رہی تھی کیونکہ اس بات پر وہ کبھی کمپرومائز نہیں کر سکتی تھی۔ بہرام خان جو اتنے سال بعد بیٹی کی موجودگی پر شاکڈ تھے گل لالہ کے چیخنے پر چونکے۔

”ہا! مجھے معلوم تھا کہ تم لوگ مجھ سے یہ سوال ضرور کرو گے سو میں جواب ساتھ لائی ہوں، یہ رہے میرے اور جیسیکا کے ڈاکیومنٹس، ساری میڈیکل انفارمیشن۔“ اس نے سامنے میز پر فائل پٹخی۔

”کیا نام لیا تم نے جیسیکا؟؟؟“ بہرام خان کی خوفزدہ آواز سنائی دی۔

”ہاں جیسیکا بہرام خان“!!!

_____

"کیانام لیاتم نے جیسیکا؟؟؟" بہرام خان کی خوفزدہ آواز سنائی دی۔

"ہاں جیسیکا بہرام خان!!!" بہرام خان کو لگا جیسے وہ کسے لی طوفان کی ضد میں ہیں، کیتھرین کے الفاظ نے وہاں موجود ہر شخص کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔

"کیسے؟ کیسے کر سکتی ہو تم میرے ساتھ ایسا، اس معصوم کے ساتھ ایسا، یہ اسکا حق تھا اسکا باپ مسلمان تھا، ظلم ہو گیا اسکے ساتھ گناہ ہو گیا مجھ سے۔۔۔" وہ سہارے کیلئے صوفہ پر بیٹھ گئے اور اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ اس وقت ہر شخص بے آواز رو رہا تھا اور وہ معصوم بچی جو لگ بھگ 8,7 سال کی تھی ایک کونے میں کھڑی اپنی زندگی کے فیصلے ہوتے دیکھ رہی تھی، اسکی نیلی آنکھوں میں خوف تھا اس معصوم کو تو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ اسکی ماں اسکو ہمیشہ کیلئے ادھر چھوڑنے آئی ہے۔

"آبگینے آپ اس بچی کو اندر لے جائیں، مریم اور نرسنگ کے پاس، وہ یہاں پریشان ہو رہی ہے۔" آغا جان کی بارعب آواز نے اس خاموشی کو توڑا

آبگینے اسکو لیکر باہر آگئیں جہاں بچے بیٹھک سے کان لگائے کھڑے تھے مریم اور خجستہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا مگر نرسنگ اتنا بڑا ضرور تھا کہ اندر ہوتی باتوں کو سمجھ سکتا۔

”مریم، خجستہ ادھر آؤ بیٹا بہن کو اندر لیکر جاؤ اور ساتھ کھیلو شاباش نرسنگ آپی کو بلا کر لاؤ ان سے کہنا اسکو کچھ کھانا کھلا دیں لمبے سفر سے آئی ہے۔“ انھوں نے پیار سے بچوں کو سمجھایا وہ خود بھی نہیں جانتی تھیں کہ اس پیاری سی بچی کی زندگی کا کیا فیصلہ ہو گا۔ انکو اندر بھیج کر وہ واپس بیٹھک میں آ گئیں جہاں کیتھرین اور بہرام آمنے سامنے کھڑے تھے

”اب کیا چاہتی ہو تم مجھ سے؟ “

”مجھے ڈائیورس کر دو تا کہ میں آگے بڑھ سکوں تم نے تو پلٹ کر دوبارہ نہ دیکھا میں نے بہت انتظار کر لیا اب بس۔“ بلاشبا اس عورت نے بھی بہت برداشت کیا تھا کہاں کوئی کسی جانے والے کے پلٹنے کیلئے سالوں انتظار کرتا ہے۔

”اور ہاں میں اب جیسیکا کی ذمہ داری بھی نہیں لے سکتی، اسکا باپ ہے اسکا اپنا خاندان ہے تو میں کیوں سنبھالوں، اگر تم اسکو قبول نہیں کرتے تو میں اسکو چرچ کے حوالے کر دونگی۔“

”تم نے ایسا کیا تو میں تمہاری جان لے لونگا“۔ وہ غصہ میں یکدم آگے بڑھے مگر آغا جان نے بیچ میں آ کر انکو روک دیا

"پاگل ہو گئے ہو کیا عقل سے کام لو۔ اور خاتون ہم آپکے مطالبات ماننے کو تیار ہیں مگر ڈاکیومنٹس میں کچھ دن لگ جائینگے تب تک آپکو یہاں پاکستان میں ہی رہنا ہو گا۔"

"جی اگلے پورا ہفتہ میں اسلام آباد میں ہوں آپ مجھے پیپرز بھجوا دیئے گا۔" کیتھرین اپنا بیگ اٹھا کر آگے بڑھی اور پھر واپس پلٹی اور بہرام کے سامنے آکر رکی

"بہرام میں تمہارے ساتھ sincere تھی مگر شاید ہمارا ساتھ نہیں لکھا تھا، بس اتنا کہونگی کہ اپنی بیٹی کا خیال رکھنا وہ بہت معصوم ہے اور تم سے بہت پیار بھی کرتی ہے مگر میں شاید اس سے تمہاری بے رخی کا بدلہ ہی لیتی رہی اسکو کبھی ماں کے لمس سے روشناس نہ کروا سکی۔" اس نے تلخی سے اپنے آنسو صاف کئے اور چل دی۔

"مل تو لو اس سے جاتے جاتے۔" اس نے اپنے پیچھے نرسنگ کی آواز سنی

"نہیں۔" اس نے پلٹنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی تھی مگر جیسے ہی وہ داخلی دروازہ عبور کرنے لگی باہر باغیچے میں کھیلتی جیسیکا کی نظر اس پر پڑی اور وہ روتے ہوئے اسکے پیچھے بھاگی

" mom please stop, don't leave me alnoe please mom!!!

"

آبگینے نے آگے بڑھ کر اسکو تھاما مگر وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتی رہی۔ بہرام خان اسکو گود میں تھامے اندر لے آئے۔

"گل، میں آج ایک بار پھر آپ سے کچھ مانگنا چاہتا ہوں، میرا مان رکھینگی امید کرتا ہوں" وہ گل مینہ کے سامنے آکر رکے وہ جو اتنی دیر سے خاموش کھڑی اس ساری کاروائی کو دھندلائی نظروں سے دیکھ رہی تھیں ہوش میں آئیں، ایک نظر اس بچی پر اور اسکا ہاتھ تھامے بہرام پر ڈالی اور اپنے قدم بڑھا دئے مگر اگلے ہی لمحے انکو رکنا پڑا کیونکہ انکا ہاتھ بہرام کے ہاتھ میں تھا۔

"خان ابھی مجھے جانے دیں برائے مہربانی!!" تلخی بھرے بھیگے لہجے میں انھوں نے اپنا ہاتھ چھڑوایا

"پلیز گل!" اور گل انکے جڑے ہاتھ دیکھ کر وہیں رک گئیں

"میں سب کا گناہ گار ہوں آپکا، کیتھرین اس ور سب سے زیادہ اس معصوم کا۔ لالہ میں تو اسکا بنیادی حق بھی نہیں دے سکا بے دین رہی میری بچی خدا مجھے معاف کر دے۔" اس وقت بہرام خان جیسا مضبوط انسان کسی بچے کی طرح رو رہا تھا۔ آغا جان نے آگے بڑھ کر انکو اپنے ساتھ لگایا اور حوصلہ دیا۔

"میں آج اعلان کرتا ہوں یہ میری بیٹی عائشہ ہے، عائشہ بہرام خان اور میں اسکا باپ اور گل اسکی ماں۔" انھوں نے بہت امید سے گل کی جانب دیکھا

"گل کیا آپ میری بیٹی کو میری باقی اولاد کی طرح مسلمان بنائینگی اسکی تربیت ایک مسلمہ کے طرز پر کرینگی اسکو مریم اور خجستہ کی بڑی بہن ہونے کا مان دینگی؟"

"خان میں اسکی تربیت کرونگی اسکو دین سکھاؤنگی جیسے مریم اور خجستہ کو سکاتی یہ ہماری اولاد ہی کہلائیگی مگر خان میں اسکے لئے اپنی ممتا نچھاور کروں یہ شاید میرے لئے آسان نہیں یہ میں نہیں کر سکونگی۔ اور آپ سے بھی یہ ہی امید رکھونگی کہ آپ مجھ سے اس چیز کا کبھی مطالبہ بھی نہیں کرینگے۔" آنسو صاف رکتے ہوئے وہ اپنا فیصلہ سنا کر چل دیں۔ اور آج تک وہ اس بات پر قائم ہیں انھوں نے اسکی تربیت میں کوئی کمی نہیں رہنے دی مگر اپنی ممتا کی آغوش میں بھی اسکے لئے نہ کھولی۔ اور وہ دونوں خاموشی سے اپنے رشتے کو بنھا رہی تھیں، انکے بھائیوں نے عائشہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور انکو واپس آنے کا بولا تھا مگر گل نے اپنے سگے رشتوں سے قطع تعلق کر لیا تھا عائشہ اور بہرام خان کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔

_______

میرے دل میرے مسافر

ہوا پھر سے حکم صادر

کہ وطن بدر ہوں ہم تم

دیں گلی گلی صدائیں

کریں رخ نگر نگر کا

کہ سراغ کوئی پائیں

کسی یارِ نامہ بر کا

ہر ایک اجنبی سے پوچھیں

جو پتہ تھا اپنے گھر کا

سرِ کوئے نا آشیاں

ہمیں دن سے رات کرنا


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کبھی اِس سے بات کرنا

کبھی اُس سے بات کرنا

تمہیں کیا کہوں کہ کیا ہے

شبِ غم بری بلا ہے

ہمیں یہ بھی تھا غنیمت

جو کوئی شمار ہوتا

ہمیں کیا برا تھا مرنا

اگر اِک بار ہوتا۔۔۔۔ فیض احمد

عائشہ کی ڈائری میں لکھی یہ غزل اسکی سب سے پسندیدہ تھی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب وہ آئی تھی تو اسکو اردو، پشتو کچھ بھی نہیں آتا تھا اسکو بہت مشکل ہوتی تھی کسی سے بھی کمیونیکیٹ کرنے میں مگر آہستہ آہستہ وہ سب سیکھ گئی تھی۔

"ہمیں کیا برا تھا مرنا۔۔۔، اف عائشہ کیوں تھیں تم ایسی کیوں خود تو چلی گئیں مگر سب کو اپنا قیدی بنا گئی ہو، ہماری زندگیاں تو جیسے ٹھہر گئی ہیں۔ "

یونہی اسکا سامان الٹ پلٹ کرتے ہوئے میرے نظر اس تصویر پر پڑی وہ اسکے اور نرسنگ کے نکاح کی تھی۔ مجھے لگا میں جیسے ٹائم مشین سے ماضی میں چلی گئی ہوں جہاں اس دن کی رونق، خوشی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔

"مریم، خجستہ جلدی کرو خان آتے ہی ہونگے نکاح کے لئے عائشہ کو ہال میں لے آؤ تمہاری تائی اور سب انتظار کر رہے ہیں۔" امو جان نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا انکی نظر سامنے تیار بیٹھی عائشہ پر پڑی شند لمحوں کے لئے وہ مبہوت ہو گئیں۔

"جی امو جان ابھی آرہے ہیں آپ پہلے یہ بتائیں ہم تینوں کیسی لگ رہی ہیں؟" خجستہ نے انکے ساتھ لگ کر بہت لاڈ سے پوچھا، اس نے بلیک ویلوٹ کا خوبصورت فراک پہنا ہوا تھا جبکہ میں نے ملٹی رنگ کا سلک کا کرتا پجامہ۔

"بہت اچھی لگ رہی ہو۔" انھوں نے عائشہ کو دیکھتے ہوئے آہستا سے کہا اور اپنے آنسو چھپانے کے لئے رخ موڑ کر باہر جانے لگیں مگر عائشہ کے پکارنے پر رک گئیں


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"امو جان!!!" وہ اپنا گولڈن رنگ کا پشواس سنبھالتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے انکے سامنے آکر رک گئی، انھوں نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"یہ بند نہیں ہو رہا آپ کر دیں۔" بریسلٹ انکے ہاتھ میں تھما کر اپنی کلائی انکے آگے کرتے ہوئے اس نے کہا، میں اسکا مقصد سمجھ کر مسکرا دی اور خجستہ حیرت سے ہمیں دیکھنے لگی کیونکہ اسکو سمجھ نہیں آیا تھا کہ عائشہ نے امو جان کو صرف اس کام کے لئے کیوں روکا ہوا ہے وہ تو کوئی بھی کر سکتا تھا۔

"ہو گیا ہے، چلو جلدی آؤ باہر۔"

"امو جان!" انکا ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے وہ رو دی۔

"ارے پاگل ہو گئی ہے کیا، کونسا ابھی رخصت کر رہے ہیں اسطرح کیوں پریشان ہو رہی ہو؟" وہ خود بھی اپنے آنسو قابو کر رہی تھیں، اسکا چہرہ اوپر کر کے آنسو صاف کرتے ہوئے انھوں نے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ دئے اور عائشہ کو ایسا لگا جیسے آج اسکو سب مل گیا ہو۔ امو جان نے اسکو اپنی ممتا میں لے لیا ہو اسکے لئے اپنے دل کے سب دروازے کھول دئے ہوں۔ ہم سب روتے روتے مسکرا رہے تھے۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

------

نکاح کے بعد نرسنگ خان کو بھی کچھ دیر کے لئے اندر ہال میں لے جایا گیا، تائی جان اپنے بیٹے بہو کے صدقے واری جارہی تھیں، نرسنگ نے آج سفید کرتا شلوار کے ساتھ روایتی دستار پہنی ہوئی تھی وہ دونوں اس وقت کسی شہزادے شہزادی سے کم نہیں لگ رہے تھے۔

"مبارک ہو۔" نرسنگ نے موقع ملتے ہی عائشہ کا ہاتھ تھاما

"مجھے نہیں دو گی مبارک مسز نرسنگ خان "!

"آپکو بھی مبارک ہو مسٹر نرسنگ خان مگر پلیز یہ ہاتھ چھوڑ دیں قبیلے کی کسی خاتون کی نظر پڑ گئی تو آپکو مزید یہاں بیٹھنے کی اجازت نہیں ملے گی۔" اس نے ہنستے ہوئے اپنا ہاتھ واپس گود میں رکھا۔

"ٹھیک ہے جناب ابھی میں کچھ کہہ نہیں سکتا جو مرضی سلوک کر لیں ۔ "

"میرا گفٹ ؟" اس نے مہندی لگی ہتھیلی نرسنگ کے سامنے پھیلائی۔

"وہ میں سب کی موجودگی میں نہیں دے سکتا۔" عائشہ نے اسکی بات پر بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی پاس تو نہیں ہے اسکی اس حرکت پر نرسنگ کھل کر ہنس دیا۔

"کیا ہوا نرسنگ عائشہ تمہیں کونسے لطیفے سنا رہی ہے جو ہنسے جا رہے ہو؟" نرسنگ کی بہنیں اب دونوں کی جانب آ کر بیٹھ گئیں اور سب کزنز کی چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی۔

"ممی! ممی! میں کیسی لگ رہی ہوں۔" عائشہ نے مجھے زور سے جھنجھوڑا

"کیا ہوا؟" میں اپنی یادوں میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ میں اس وقت کہاں ہوں۔

"ممی آپ کدھر لوسٹ ہیں میں کب سے آپ کو بلا رہی ہوں؟ آپ ٹھیک ہیں نہ؟ عائشہ نے میرا کندھا سہلاتے ہوئے پیار سے پوچھا

"جی بچے" "i am fine dont worry" ' اچھا آپ بتاؤ کیا کہہ رہی تھیں؟" اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی اور ڈائری اور سامان واپس الماری میں رکھنے لگی۔

"جی میں آپ سے پوچھ رہی تھی کہ میں کیسی لگ رہی ہوں ۔ "

"اتارو اسکو ابھی، یہ کہاں سے ملی آپکو"، اسکے اوپر سے چادر کھینچتے ہوئے میں نے غصہ سے اسکو دھکا دیا، مجھے لگا عائشہ میرے سامنے کھڑی ہے جیسے میری بیٹی نہیں وہ آ گئی ہے سامنے یہ اسی کی چادر تھی۔

”ممی کیا ہو گیا مجھے لگا آپ خوش ہو نگی آپ مجھے ڈانٹ کیوں رہی ہیں سب یہاں ایسے ہی لیتے شالز۔“

میرے لہجے کی سختی پر وہ شاکڈ تھی کیونکہ میں ایک نرم مزاج ماں تھی مگر اسکو اس لمحے دیکھ کر میرا دل بند ہو رہا تھا میں نہیں چاہتی تھی کہ عائشہ کے نصیب کا سایہ بھی میری بیٹی پر پڑے۔

”فضول نہیں بولو جلدی سے اسکو اتارو اور واپس وہیں رکھو جہاں سے اٹھائی ہے اور آئندہ آپ مجھے اس الماری کا آس پاس نظر بھی آئیں تو دیکھنا۔“ اسکے وجود سے چادر کھینچتے میں زور زور سے چیخنے لگی ،

”کیا ہوا مریم سب ٹھیک ہے نہ؟“ باہر سے گزرتے ہوئے نرسنگ میری آواز سن کر کمرے میں آ گئے

”what happened bacha why are you crying?“

عائشہ انکے ساتھ لگ کر رونے لگی اور وہ مجھے حیرت اور غصہ سے دیکھتے ہوئے بولے

”مریم کیا کہا ہے آپ نے کیوں رو رہی ہے عائشہ“

”نرسنگ پلیز میں اس وقت کوئی نصیحت سننے کے موڈ میں نہیں ہو، آپ اسکو خود سمجھا دیں کہ آئندہ یہ اسکی کوئی چیز نہ چھیڑے میں نہیں چاہتی، دیکھیں اسکی چادر میں ایسا لگ رہا ہے کہ وہ ہی ہے یہ عائشہ ہی ہے، یہ میری بیٹی نہیں یہ عائشہ ہے میں کیوں نہیں بھول پاتی اسکو بلکہ ہم کیوں نہیں بھلا پا رہے اسکو۔“

میں ہذیانی انداز میں رونے لگی، میری حالت دیکھ کر عائشہ بھی رونے لگی اس نے فوراً چادر اتار کر واپس رکھ دی۔

"باسوری، میں مام کو اپ سیٹ نہیں کرنا چاہتی تھی، مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ انکو کیا ہو رہا ہے، i miss my kind mom she has been changed "وہ پاؤں پٹخ کر کمرے سے باہر چلی گئی اور میں اسکو دیکھتی رہ گئی

"مریم پریشان نہ ہوں بچی ہے ابھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائیگا۔"

"نرسنگ مجھے اسکو دیکھ کر ڈر لگتا ہے یہ بلکل اسکے جیسی ہے، مجھے خوف آتا ہے کہ ماضی میں جو ہوا وہ کسی اور کی بیٹی کے ساتھ نہ ہو میری بیٹی کے ساتھ نہ ہو، بچیاں بہت معصوم ہوتی ہیں۔" میں انکے گلے لگ کر رو دی

"پریشان نہ ہوں سب ٹھیک ہو جائیگا آپکو بھی بھولنا ہو گا مریم اپنے بچوں کی خاطر پلیز، آپ سے درخواست کرتا ہوں انکے لئے اتنا مشکل نہ کریں کہ انکو واپس آنے پر پچھتانا پڑے خود کو ریلکس رکھیں۔" میرے بالوں کو ہاتھ سے سہلاتے ہوئے وہ مجھے سمجھانے لگے

”کوشش کرونگی، آپ جائیں اسکے پاس پریشان ہو رہی ہو گی میں آتی ہوں ابھی۔“خود کو ان سے الگ کرتے ہوئے میں نے اپنے آنسو صاف کئے، واقعی یہاں آکر میں بہت حساس ہو گئی تھی جسکی وجہ سے میری فیملی ڈسٹرب ہو رہی تھی سو مجھے اب خود کو مضبوط رکھنا تھا میں اس سٹیج پر اپنے بچوں کو خود سے بدگمان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

”اٹھیں آپ بھی فریش ہو کر آئیں,بچوں کے ساتھ ساتھ میں بھی اپنی kind اور well dressed بیوی کو مس کر رہا ہوں۔“ انکے اس جملے پر میں نے حیرت سے انکو دیکھا شاید ہماری شادی شدہ زندگی میں یہ دوسری یا تیسری بار ہو گا کہ انھوں نے برجستہ کوئی جملہ بولا ہو، اور میرا چہرہ اتنی سی بات پر ہی کھل اٹھا میری جانب دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے چل دئے اور میں الماری سے اپنا سیاہ سوٹ نکال کر واشروم کی جانب چل دی کہ یہ رنگ انکا پسندیدہ تھا۔

؎صرف محرم نہ بنو

دل کے دلدار بنو، دوست بنو، یار بنو!

غم کی ساعت میں نصیحت کے لئے ایک زمانہ ہے یہاں


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

تم زمانہ نہ بنو

تم نے بننا ہے تو غمخوار بنو!

یوں ہی کرنے کو محبت کے مری جان کئی دعوے ہیں

یوں ہی دعویٰ نہ بنو

تم نے بننا ہے تو پھر وعدہ بنو، وعدہ وفادار بنو

اور دل نے بھلا ہمراہی کو کیا کرنا ہے۔۔۔

دل کے ہمراہی میں اک مجمع اجنبیاں تو پہلے بھی ہے

دل کے ہمراہ نہ بنو!

تم نے بننا ہے تو رہ دار بنو

دل کے دلدار بنو، دوست بنو، یار بنو!

۔۔۔۔۔۔۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

انٹرنیشنل ارئیول سے وہیل چیئر کھینچتے ہوئے اسکے قدم ڈمیسٹک لاؤنج کی جانب گامزن تھے، انکی فلائٹ کچھ دیر پہلے ہی لینڈ کی تھی ٹورنٹو سے کراچی تک کی ڈائریکٹ فلائٹ بہت لمبی ہونے کے ساتھ مشکل بھی ہو جاتی ہے، اور لیلیٰ کے لئے تو یہ سفر زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔ ہاسپٹل سے حمزہ کو ڈسچارج کروا کر انھوں نے رات کی فلائٹ لی تھی جسطرح سے اس نے حمزہ کو اس سب سیچویشن میں ہینڈل کیا تھا وہ وہی جانتی تھی اور تمام رستہ وہ بس دعا ہی کرتی آئی تھی کہ جس مقصد کے لئے اس نے یہ قدم اٹھایا وہ پورا ہو جائے حمزہ کو سکون مل جائے۔

"حمزہ آپ ٹھیک ہیں؟ کچھ کھائینگے لاؤں؟۔" لیلیٰ نے سیٹ پر بیٹھتے ہوئے حمزہ کی جانب دیکھا جو بہت خاموشی سے بس ادھر ادھر دیکھنے میں لگا ہوا تھا۔

"ہاں چائے لا دو۔" اسکے منہ سے الفاظ بمشکل ادا ہو رہے تھے کیونکہ اس بار اسکو جب اٹیک ہوا تھا تو اسکو الیکٹرک شاکس لگائے گئے تھے۔

"لیلیٰ ایک بات پوچھوں؟ سب نے میرا ساتھ چھوڑ دیا میرے سگے بہن بھائی مجھے بھول گئے مگر تم اب تک میرے ساتھ ہو کیا دیا کے میں نے نہ اولاد دے سکا تمہیں نہ مکمل زندگی، بس میرے پاس اپنے گناہوں کا بوجھ تھا جو تم نے بھی مجھ سے بانٹ لیا۔ کیوں ہو تم ایسی؟ ایک عمر گزار دی مجھ جیسے شخص

کے ساتھ۔" لیلیٰ کے ہاتھ سے چائے لیتے ہوئے حمزہ نے بھیگی نظروں سے دیکھا وہ اس عورت کی وفا کا قرضدار تھا۔

"وہ کہتے ہیں نہ حمزہ ۔۔۔

صرف محرم نہ بنو۔۔۔۔ دل کے دلدار بنو، دوست بنو، یار بنو!!! اور میں کہتی ہوں غمگسار بنو، سہارا بنو۔

"اسکے جواب پر وہ ٹکٹکی باندھے اسکو دیکھے گیا دونوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

"لیلیٰ مجھے ڈر لگ رہا ہے کوئٹہ جانے سے ادھر جانے سے میں نے، ظلم ہو گیا تھا مجھ سے وہ بہت معصوم تھی پاک تھی وہ میں نے اس پر بہتان لگایا تھا اور دیکھو اس گناہ کی سزا آج تک بھگت رہا ہوں۔"

"پریشان نہ ہوں اللہ آسانی کرینگے۔ آپ بس ہمت رکھیں مایوس نہ ہوں۔ "

"مجھے تم بھی معاف کر دینا تمہارا کیا قصور تھا جو تم نے اپنی جوانی اپنا سب کچھ میرے جیسے خود غرض بندے کیلئے گنوا دیا۔"

"آپ ایسے کیوں سوچتے ہیں حمزہ بیوی ہوں آپکی، میں نے آپکو آپکی تمام اچھائیوں اور برائیوں کے ساتھ اپنایا ہے۔"

"تمہارے ساتھ ہونے کی وجہ سے ہی لگتا ہے کہ شاید مجھے معافی اسی دنیا میں مل جائے، آگے جاکر پکڑ نہ کو میری یہیں جو سزا لکھی ہے مل جائے۔"

"حمزہ پلیز!!! چلیں فلائٹ کی اناؤنسمنٹ ہوگئی ہے۔" کوئٹہ کی فلائٹ کی کال پر سامان سمیٹتے ہوئے اس نے لمبی سانس لیکر خود کو اگلے سفر کے لئے تیار کیا۔ اسکو معلوم تھا کہ اگلا سفر حمزہ کے لئے کتنا کٹھن ہے اور وہ اسکو گلٹ سے نکالنے کے لئے اپنی آخری سی کوشش کرنا چاہتی تھی اسکو رب سے پوری امید تھی کہ اب حمزہ کی سزا ختم ہو جائیگی۔

------

؎ جب ساون بادل چھائے ہوں

جب پھاگن پھول کھلائے ہوں

جب چندا روپ لٹاتا ہو

جب سورج دھوپ نہاتا ہو

یا شام نے بستی گھیری ہو

اک بار کہو تم میری ہو ۔۔۔۔

گلوکار کی آواز گاڑی میں گونج رہی تھی، باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی جو کہ منظر کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہی تھی، وہ دونوں نفوس اس وقت گانے کی شاعری میں کھوئے ہوئے تھے۔ آج نرسنگ عائشہ کو کوئٹہ چھوڑنے جارہا تھا، اسکی یونیورسٹی شروع ہو گئی تھی پچھلی گاڑی میں گارڈز اور ملازمہ ساتھ تھے جو اب کوئٹہ والے گھر میں مستقل عائشہ کے ساتھ رہنے تھے۔

"عائشہ!!!" نرسنگ کی آواز سن کر عائشہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا وہ نجانے کتنی دیر سے باہر کے نظاروں میں کھوئی ہوئی تھی۔

"جی؟" اس نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا

"ایسا کیا ہے باہر جو ساتھ بیٹھے شخص سے بھی زیادہ خاص ہے، کب سے آپ مجھ معصوم کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں؟"

عائشہ کی نظریں خود بخود جھک گئیں۔

"فرمایئے مادام!" نرسنگ نے سٹیرنگ سے ایک ہاتھ ہٹا کر عائشہ کا ہاتھ تھام لیا، اور اسکے ہاتھ کی پشت سہلانے لگا۔

"آپ کچھ کھائینگے ؟ جوس پانی اموجان نے گاڑی میں رکھوایا تھا۔" اس نے جھجکتے ہوئے بات بدلنے کی کوشش کی اور اپنا ہاتھ آہستگی سے چھڑوانے کی کوشش کی مگر نرسنگ پر اسکی مزاحمت کا کوئی اثر نہ ہوا۔

"مادام آپ بات نہ بدلیں۔ میں ان لمحوں کو محسوس کرنا چاہتا ہوں بس۔"

تمہارے ہیں کہو اک دن

کہو اک دن

کہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے سب کچھ تمہارا ہے

کہو اک دن

جسے تم چاند سا کہتے ہو وہ چہرہ تمہارا تھا

ستارہ سی جنہیں کہتے ہو وہ آنکھیں تمہاری ہیں۔۔۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اگلا گانا شروع ہو چکا تھا عائشہ نے فوراً سے آگے بڑھ کر کیسیٹ پلئیر کا بٹن دبا دیا۔ اسکی اس حرکت پر نرسنگ کا زور کا قہقہہ بلند ہوا۔

"سیریسلی یار! اب اس پر بھی اعتراض ہے تمہیں لڑکی۔ شاید یہ ہی میری ترجمانی کر دیں مگر اسکو بھی بند کر دیا۔"

"سدھر جائیں نرسنگ خان! آپ جانتے ہیں پچھلی گاڑی میں میرے بابا کے گارڈز ہیں شکایت لگا دی تو۔" اس نے شرارت سے دانتوں تلے زبان دبائی۔

"اوووو یعنی کہ سردار کی بیٹی ہونے کی دھمکی لگا رہی ہیں، ویسے آپکو بتا تا چلوں آپ نا صرف سردار کی بیٹی ہیں مادام بلکہ سردار کی بیوی بھی ہیں۔" نرسنگ نے آنکھ دبا کر اسکی جانب دیکھا۔ عائشہ نے بے ساختہ اسکے کندھے پر مکہ جڑ دیا۔

"اف ظالم لڑکی!" گاڑی میں اسکی ہنسی کی جلترنگ پھیل گئی اور نرسنگ مبہوت سا اسکو دیکھنے لگا۔

"نرسنگ!!!" اس نے تنبیہ کرتے ہوئے اسکو گھورا اور اپنے ہاتھ سے اسکا چہرہ سامنے کرتے ہوئے رخ دوبارہ کھڑکی کی جانب موڑ دیا۔

”چلیں محترمہ آپکو کوئٹہ ہوٹل کی آج چائے پلاتے ہیں۔“ چند لمحوں بعد نرسنگ نے سٹاپ پر گاڑی پارک کرتے ہوئے کہا۔ عائشہ نے فوراً چادر اپنے چہرے پر گرا لی اب صرف اسکی نیلی آنکھیں نظر آرہی تھیں، اسکی اس حرکت پر نرسنگ کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا اور آگے بڑھ کر اس نے اپنے لب اسکی پیشانی پر رکھ دیئے۔

“Thanks for being mine، you are a blessing for me.”

ساتھ ہی وہ گاڑی سے چائے لینے اتر گیا اور عائشہ اپنی دھڑکنوں کا شمار ہی کرتی رہ گئی، مسکراتے ہوئے اس نے اپنی ہتھیلیاں گالوں پر رکھیں۔

-------

وقت اپنی رفتار سے گزرتا رہا، نرسنگ اور عائشہ ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے تھے، عائشہ کی ڈگری ختم ہوتے ہی باباجان کا انکی شادی کا ارادہ تھا، میرا ابھی بولان میڈیکل کالج میں داخلہ ہو گیا تو میں بھی عائشہ کے ساتھ کوئٹہ میں رہنے لگی تھی۔ روز شام کو ہم حویلی کال ضرور کرتے تھے، خجستہ اور امو جان سے لمبی بات ہوتی تھی، باباجان اکثر ہمارے پاس چکر ضرور لگاتے تھے، جیسے ہی ٹرم بریک آتی ہم دونوں فوراً قلعہ پہنچ جاتے تھے۔

نرسنگ نے اس دوران سپیشلائیزیشن کے امتحان بھی دے دئے تھے وہ کبھی کراچی میں ہوتے تھے یا قلعہ میں، جبکہ خجستہ نے بمشکل ایف اے ہی کیا تھا اموجان کے بہت کہنے پر اس نے کمپیوٹر کے مختلف کورسز ضرور کر لیے تھے۔ اس سارے ٹائم میں سب سے دکھ کی بات یہ تھی کہ تائی جان اب ہم میں نہیں رہی تھیں اور انکے انتقال کے بعد اموجان پر ہی تمام ذمہ داریاں آگئی تھیں۔ اور اموجان جو کہ اب قبیلے کی اور خاندان کی بڑی تھیں اپنے فرائض بخوبی انجام دے رہی تھیں۔

۔۔۔۔۔۔۔

عائشہ کا آخری سمسٹر چل رہا تھا، ہم عید کی چھٹیوں میں قلعہ واپس جارہے تھے وہ مجھے قدرے چپ اور پریشان لگی، آدھا راستہ گزر چکا تھا مگر وہ بلکل خاموش بیٹھی تھی میں کب سے اسکونوٹ کر رہی تھی بلآخر اس سے پوچھ ہی لیا۔

"کیا بات ہے عائشہ سب خیریت ہے نہ کب سے خاموش بیٹھی ہو کوئی بات ہے شئیر کرنے والی کیا؟"

"نہیں ایسے ہی شاید سر میں درد ہے اسلئے۔" اسکا انداز سراسر ٹالنے والا تھا


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"کوئی دوا لے لو اپنی آنکھیں دیکھو کتنی سرخ ہو رہی ہیں اموجان باباجان اور نرسنگ لالہ اسطرح تمہیں دیکھ کر پریشان ہو جائینگے۔" مجھے اسکی فکر ہو رہی تھی میں جانتی تھی کہ کوئی بات اسکو پریشان کر رہی ہے مگر وہ شاید بتانا نہیں چاہ رہی۔

"شاید viva کی ٹینشن ہے واپس آتے ہی تو ہے۔" اس نے سیٹکی پشت سے سر ٹکالیا اپنی طرف سے اس نے میری تسلی کروادی تھی مگر مجھے نجونے کیوں اسکے لئے ڈر لگ رہا تھا۔

"پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو جائےگا۔ اللہ تمہیں کامیاب کریں سب خوشیاں تمہارا نصیب بنیں، تمہاری زندگی مکمل اور پر سکون ہو۔" میں جب بھی اسکے لئے دعا کرتی دل سے کرتی تھی بلکہ اسکے لئے دعا کرنے کا دل کرتا تھا وہ مجھے اتنی ہی پیاری تھی۔

"آج تم نے اپنی پوری دعا نہیں دی مجھے۔" اس نے ایک دم سے آنکھیں کھول کر میری جانب دیکھا

"مطلب؟" میرے لہجے میں حیرت کے ساتھ پریشانی بھی تھی

"بھئی تم ہمیشہ مجھے دعا دیتی ہو خوشیوں کی زندگی وہ بھی نرسنگ کے سنگ مگر آج تم کہنا بھول گئیں۔" اسکو ہنستے ہوئے دیکھ کر مجھے بھی ہنسی آگئی

"اف ڈرادیا تھا لڑکی مجھے، ہاں بھئی نرسنگ کے سنگ، ویسے عائشہ تم بہت پیار کرتی ہو نہ ان سے۔" میں نے ہمیشہ کا سوال دہرایا

"ہاں بہت زیادہ وہ میرے لئے بہت خاص ہیں، وہ بہت اچھے اور مخلص ہیں اور تمہیں معلوم ہے مجھے انکی کیا بات سب سے اچھی لگتی ہے، میں انکے لئے بہت خاص ہوں بہت اہم ہوں۔ اگر میری جگہ انکی زندگی میں کوئی اور لڑکی ہوتی وہ اسکے لئے بھی اتنے کھرے ہوتے اتنے ہی سچے ہوتے۔" اس نے ایک جزب میں مجھے لاجواب کر دیا تھا۔

آہ عائشہ میں تمہیں کیا بتاؤں تم آج بھی انکے لئے اتنی ہی خاص ہو اتنی ہی اہم ہو۔ وہ واقعی رشتے نبھانے میں بہت سچے ہیں بہت کھرے ہیں مگر وہ کسی دوسری کے ساتھ ویسے نہیں ہیں جیسے تمہارے ساتھ۔۔۔۔

رازِ الفت چھپا کر دیکھ لیا

دل بہت کچھ جلا کر دیکھ لیا

اور کیا دیکھنے کو باقی ہے

آپ سے دل لگا کر دیکھ لیا

وہ میرے ہو کر بھی میرے نہ ہوئے

ان کو اپنا بنا کر دیکھ لیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

ہمارے واپس آنے سے گویا اموجان اور باباجان کو نئی زندگی مل گئی تھی خجستہ یانرسنگ کی بہنوں میں سے بھی کوئی نہ کوئی آئے دن آیا رہتا تھا تو رونق اور بڑھ جاتی تھی، ہمارے بچوں نے کافی حد تک خود کو اس ماحول میں ایڈجسٹ کر لیا تھا جس پر میں اور نرسنگ کافی مطمئن تھے۔ابھی بھی سب لوگ ہال میں جمع تھے باتیں چل رہی تھیں خجستہ بچوں کے ساتھ پکنک کا پلان کر رہی تھی باباجان نرسنگ سے قبیلے کے مسائل پر گفتگو کر رہے تھے، اموجان ہمیشہ کی طرح حویلی کے کاموں میں لگی ہوئی تھیں۔میرا ایکدم دل عجیب سا ہوا تو میں چادر اپنے گرد لپیٹتے ہوئے حویلی کی پچھلی طرف آ گئی، حویلی کی پچھلی جانب چھوٹا سا باغ تھا جسکو عبور کر کے آخری جانب چند قبریں تھیں، میرے قدم خود بخود ان قبروں کی جانب بڑھے۔قطار میں بنی یہ قبرین ہمارے داداجان، آغاجان، تائی اور سب سے آخر میں عائشہ کی تھی، میرے قدم اسکی قبر کی جانب تھے مجھے لگا کوئی مقناطیسی طاقت مجھے اسکی جانب کھینچ رہی ہے۔اچانک


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

سامنے موجود ایک اجنبی مرد کو زاروقطار عائشہ کی قبر کے پاس روتے دیکھ کر میں بھاگتی ہوئی وہاں پہنچی۔

"کون ہو تم؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟" میں نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا کیونکہ میں اسکو پہچاننے سے قاصر تھی۔ وہ لگ بھگ 45 سال کا مرد تھا مگر اپنی جسمانی حالت سے کہیں بوڑھا لگ رہا تھا میرے سوال پر وہ ڈر کر پیچھے ہوا اور ہونقوں کی طرح مجھے دیکھنے لگا۔

"تم سے پوچھ رہی ہوں بھائی کون ہو تم، کسطرح حویلی کے اندر داخل ہوئے؟" اسکی حالت سے مجھے وہ کوئی پاگل نشئی ہی لگ رہا تھا ساتھ ہی میں نے اس جگہ کے نگران ملازم کو بھی آواز دے دی۔

"گل خان!!! کدھر ہو؟" میری آواز سن کر وہ فوراً بھاگا آیا جبکہ وہ سامنے بیٹھا شخص تھر تھر کانپنے لگا اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اس میں خود سے چلنے کی طاقت نہیں تھی۔

"گل خان کون ہے یہ شخص حویلی کے اندر کیا کر رہا ہے؟ نکالو اسکو باہر۔"

"بی بی جی یہ یہ سردار صاحب کے مہمان ہیں تین دن سے روز آتے ہیں ادھر بس روتے رہتے ہیں یہاں بیٹھ کر، کچھ دیر بعد انکی خاتون آتی ہیں اور انکو لے جاتی ہیں اور پھر اگلے دن یہیں بٹھا جاتی ہیں۔ سردار کا حکم ہے کہ کوئی انکو تنگ نہیں کریگا۔" اس نے نظریں نیچے کئے جواب دیا۔

"بابا جان کے مہمان؟ کہاں رکے ہوئے ہیں؟"

"مہمان خانے میں۔"

"مہمان خانے میں؟ کون ہو تم؟ بابا جان نے تمہیں کیوں اجازت دی؟" میرے دل میں اس شخص کو دیکھ کر عجیب سے احساسات جاگے، میرا دل جو کہہ رہ تھا دماغ اس سے انکاری تھا۔ میں نے اپنی اپنے خیالات کی نفی کرنے کیلیئے اسے پھر سے پکارا "کون ہو تم یہاں کیوں آئے ہو؟" میرے لہجے کی تلخی مزید بڑھ گئی تھی میرا تنفس بے قابو ہو رہا تھا مجھے بس اسکا جواب چاہیئے تھا اور یکدم اسکے لب ہلے اور میرے سب خدشات میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

"حمزہ بنگش!" مجھے لگا میرے پیروں سے زمین کھینچ لی گئی ہو۔

"کیوں آئے ہو تم ادھر، ہمت کیسے ہوئی؟" میری آواز کی کپکپاہٹ صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔

”معاف،،، معافی مانگنے۔“اس نے ہکلاتے ہوئے اپنے آنسو صاف کئے۔

”دفعہ ہو جاؤ، کیوں آئے ہو بے غیرت انسان، دفعہ ہو جاؤ!!!“میں نے آگے بڑھ کر اسکو دھکا دیا مگر اچانک ایک عورت نے اسکو تھام لیا۔

”حمزہ آپ ٹھیک ہیں؟“اس نے حمزہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے خود میں سمیٹا۔

”یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ اسکو سکون نہیں آیا ہماری زندگی برباد کر کے، یہ قاتل ہے میری معصوم بہن کا!“۔میرے بس میں ہوتا تو اس شخص کو یہیں درگور کر دیتی

”معافی، معافی! اس سے کہو معاف کر دے۔“حمزہ اپنی بیوی کے پہلو میں کسی چھوٹے بچے کی طرح لپٹ کر رو رہا تھا۔

”پلیز حمزہ ریلیکس، سب ٹھیک ہے آپ پریشان نہ ہوں میں ہوں نہ یہاں بس چپ ۔۔ “

”آپ پلیز انھیں کچھ نہ کہیں ہمیں آغا جان نے یہاں آنے کی اجازت دی ہے آپ ان سے بات کریں پلیز ابھی ہمیں جانے دیں حمزہ کی طبعیت بگڑ رہی ہے مجھے انکو اندر لیکر جانا ہے۔“وہ اسکو اٹھا کر وہیل چیئر پر بٹھاتے ہوئے مہمان خانے کی جانب چل دی اور میں حویلی کی جانب۔۔۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

۔۔۔۔۔۔

"بابا جان بابا جان!!!" میں ہال میں غصے کی حالت میں داخل ہوئی۔ میری آواز سن کر بابا جان جو نرسنگ کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے چونک کر میری جانب دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا مریم سب خیریت؟" نرسنگ اٹھ کر میری جانب آئے

"بابا جان آپ ایسے کر سکتے ہیں؟ وہ شخص یہاں کیا کر رہا ہے کیسے آپ نے اسے حویلی کی دہلیز پار کرنے دی؟"

شاید زندگی میں پہلی بار میں بابا جان کے سامنے اس لہجے میں بات کر رہی تھی سب کا چونکنا بنتا بھی تھا۔

"کیا ہو گیا ہی مریم کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟ بابا جان کون آیا ہوا ہے؟" نرسنگ نے سوالیہ نظروں سے ہمیں دیکھا۔

"یہ حمزہ کی بات کر رہی ہے نرسنگ۔۔۔" بابا جان کی آنکھ سے آنسو نکل کر انکی سفید داڑھی میں جذب ہو گیا۔

"کیوں بابا جان کیوں؟" میں روتے ہوئے انکے قدموں میں بیٹھ گئی۔

"بچہ وہ معافی مانگنا چاہتا ہے، وہ گلٹی ہے؟"

"کیا اسکے معافی مانگنے سے اس سب ٹھیک ہو جائیگا؟ کیا ہم سب بھول جائینگے بابا جان؟ کیا عائشہ واپس آجائیگی؟ کیا قبیلے والے آپکی عزت واپس لوٹا دینگے؟ نہیں بابا جان کسی پر بہتان لگانے کسی مظلوم کو مار ڈالنے والے کو آپ کیسے اپنی حویلی میں آنے دے سکتے ہیں کیسے آپ اسکی معافی قبول کرسکتے ہیں؟"

"نہ بچے معاف کرنے والی ذات وہ ہے، اور عائشہ کے گنہگار تو ہم سب ہیں ہم سب ہی معافی کے طالب ہیں پھر میں کسی کو کیسے روک سکتا ہوں کیسے منع کر سکتا ہوں۔" وہ میرا ہاتھ تھام کر پھوٹ کر رونے لگے۔

"بابا جان۔" میں بھی انکے گلے لگ کر رونے لگی

"بابا جان میں کیسے بھول جاؤں جب اس قبیلے کی گلیوں میں میری بہن کے نام کو اچھالا گیا کسی کی بیوی ہونے کے باوجود ایک شخص نے اسکو جود سے منسوب قرار دیا تو کسی نے اسکی پاکیزگی پر یقین نہیں کیا کیسے اسکو سنگسار کر دیا گیا بابا۔۔۔ کیسے ہمارا خاندان زندہ در گور کر دیا گیا۔۔۔ کیسے بابا جان صرف اس شخص کی وجہ سے ہم سب برباد ہو گئے۔ صرف اسکی وجہ سے عائشہ نے ہماری بقا کے لئے خود کو قربان


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کر دیا۔۔۔اسکی تہمت اسکے پیش کئے گئے چند جعلی ثبوت کیسے عائشہ کی 24 سالہ زندگی کو کھا گئے وہ جو قدم بھی سنبھال کر رکھتی تھی کیسے لوگوں نے اسی کے کردار پر باتیں کیں۔"

"میں کیسے بھول جاؤں باباجان جو میں نے خجستہ نے، نرسنگ نے ہم سب نے suffer کیا کیسے بھول جائیں ہم سب کیسے معاف کر دیں۔" میں ہذیانی انداز میں چیخنے لگی، ہم سب اپنی اپنی جگہ رو رہے تھے تڑپ رہے تھے۔

"معافی چاہتی ہوں کیا میں اندر آسکتی ہوں؟" دروازے پر وہ ہی عورت کھڑی تھی جو ابھی مجھے حمزہ کے ساتھ ملی تھی، باباجان نے اسکو اشارے سے اندر آنے کا عندیہ دیا وہ قدم بڑھاتے ہوئے سامنے صوفہ پر ٹک گئی۔

"میں آپ سب سے معافی مانگنے آئی ہوں حمزہ کبھی بھی یہاں واپس نہیں آنا چاہتے تھے مگر میں انکو انکے لئے ادھر لائی ہوں۔" اس نے لبوں پر زبان پھیر کر بات کا آغاز کیا۔

"میں حمزہ کی بیوی لیلیٰ ہوں، انھوں نے شادی کے شروع دنوں میں ہی مجھے سب بتادیا تھا پہلے پہل صرف انکے لیے یہ ایک ایڈونچر تھا پھر یہ گلٹ بن گیا اور آہستہ آہستہ گناہ کا احساس حاوی ہونا شروع ہوگیا ان پر پھر انکو پینک اٹیکس آنے لگے جو اتنے frequent اور severe ہونے لگے کہ ڈاکٹرز

انکو شاکس دینے لگے جس سے وہ جسمانی طور پر بھی کمزور ہوتے گئے، اب پچھلے کچھ عرصہ سے وہ خود کو بھی نقصان پہنچانا شروع ہو گئے تھے۔" وہ سانس لینے کے لئے چند لمحے رکی، بابا جان نے مجھے اسکی جانب پانی بڑھانے کا اشارہ کیا۔ نفرت کے باوجود میں اس کی بات سننے پر مجبور ہو گئی تھی

"ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ اب حمزہ کو مینٹل سینٹر میں جانا ہو گا کیونکہ انکی بیماری لاعلاج ہے مگر میں جانتی تھی کہ انکا علاج معافی ہے انکو اس گلٹ سے نکالنے کے لئے آپ سب کے سامنے لانا ضروری ہے، آپ سے بس ایک درخواست ہے پلیز انکو معاف کر دیں انکو اس گلٹ سے نجات دلا دیں معاف کر دیں۔" وہ ہاتھ جوڑ کر میرے سامنے آگئی اور میں بس خاموشی سے اسکو دیکھتی رہی

"بیٹی جاؤ اسکے لئے دعا کرو ہمارے لیے بھی دعا کرنا تم بہت نیک بخت ہو جو ایسے شخص کا ابھی تک ساتھ نبھا رہی ہو۔ جاؤ اسکا خیال رکھو اور پریشان نہ ہو۔" امو جان جو نجانے کب اندر آگئی تھیں انھوں نے بڑھ کر لیلیٰ کو اٹھایا اور اسکے آنسو صاف رکتے ہوئے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔ وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گئی۔

"اسی لئے خان اور میں نے اسکو وہاں جانے کی اجازت دی تھی، بیٹی اپنے ضمیر سے بڑھ کر کوئی عدالت نہیں ہوتی اور وہ اس وقت ایک لاچار انسان ہے ہم کون ہوتے ہیں اس سے معافی کا حق چھیننے والے کیا

معلوم اسکی بدولت ہمیں بھی معافی مل جائے۔ معافی تو ہر شخص کا حق ہے یہ حق اسکو رب نے دیا ہے خطا کا پتلا ہے پھر بھی وہ کہتا کہ میرے سے مانگو معافی میں دونگا بار بار دونگا پھر ہم کون ہوتے نہ منع کرنے والے اسکی راہ میں حائل ہونے والے؟" اموجان نے میرے آنسو پونچھتے ہوئے پیار سے سمجھا یا، میری نظریں بے ساختہ نرسنگ پر پڑیں انکی آنکھیں مارے ضبط کے سرخ ہوئی تھیں نظریں ملتے ہی وہ کمرے سے باہر چلے گئے۔

-------

حمزہ عائشہ کا یونیورسٹی میں سینیئر تھا، ایک اچھے خاندان کا لاڈلا بیٹا جسلو لگتا تھا کہ ہر شے حاصل کرنا اسکے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اسکو عائشہ کا خود کو چادر میں ڈھنپا ہوا وجود بہت اٹریکٹ کرتا تھا، پہلے پہل اس نے دوستی کے لئے ہاتھ بڑھایا جسکو عائشہ نے یہ کہہ کر جھٹک دیا:

"سوری میں ایسے کسی سے بھی دوستی نہیں کرتی۔"

"مگر میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں، اچھی لگنے لگی ہیں آپ مجھے۔" اس نے دھٹائی سے ہمیشہ کی طرح اسکا راستہ روکا۔ یہ سلسلہ کافی ٹائم تک چلتا، اس مسئلہ تب شروع ہوا جب ایک دن حمزہ نے عائشہ کو نرسنگ کے ساتھ ریسٹورنٹ میں بیٹھے دیکھا۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"ہمارے سامنے تو بہت معصوم شریف بنتی ہو مگر باہر کچھ اور ہی ہو تم مردوں کے ساتھ ہو ٹلنگ کرتی پھرتی ہو۔" ہمیشہ کی طرح حمزہ نے اسکا راستہ آ کر روکا اسکی اس حرکت پر پاس سے گزرتے بہت سے لوگ متوجہ ہوئے۔

"میں آپکو جوابدہ نہیں ہوں۔" وہ اپنے کردار پر ایک حرف نہیں سن سکتی تھی تبھی شیرنی کی طرح دھاڑی۔

"جواب ہے بھی نہیں تمہارے پاس دیکھو میرے پاس ثبوت بھی ہے۔" حمزہ نے اپنا کیمرے والا موبائل اسکے سامنے کیا اس دور میں یہ نئے ہی آئے تھے اور نوجوانوں کے بہت سے ایڈونچرز کی وجہ بن رہے تھے۔

"دیکھو سب لوگ دیکھو یہ جو سردار کی بیٹی ہے اسکی حقیقت کیا ہے، یونیورسٹی میں کسی سے بات نہیں کرتی اور باہر امیر زادوں کے ساتھ گھومتی ہے۔" اپنا موبائل آتے جاتے لوگوں کے سامنے کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"بس مسٹر حمزہ بہت کر لی بکواس بہت سن لی میں نے آپکی باتیں میں کسی کو جوابدہ تو نہیں ہوں مگر آپ سب کو بتادوں یہ میرے شوہر ہیں۔ یہ میں اس مجمعے میں اس لئے بتارہی کہ مجھے معلوم ہے یہاں کھڑا

ہر شخص اس بات کو اپنے انداز میں یونیورسٹی میں پھیلائے گا تو یہ بھی بتا دینا کہ "i am married" حمزہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے راستے میں پڑے پتھر کو ٹھوکر ماری اور آگے بڑھ گئی پھر ایک دم سے واپس پلٹی

"مسٹر حمزہ ابھی تک میں آپکے سینئر ہونے کیوجہ سے خاموش تھی اب نہیں رہونگی۔اور آپ بھی viva سے پہلے یونیورسٹی سے expel ہونا نہیں چاہینگے۔"

" I will kill you!!! " اپنے پیچھے حمزہ کی آواز سنائی دی،اس نے قدم پارکنگ کی جانب بڑھادئے وہ اب بس واپس گھر جانا چاہتی تھی اسکو امید تھی کہ آج کے بعد حمزہ اسکو تنگ نہیں کریگا۔

اتنی دیر سے درخت کی اوڑھ میں کھڑا شخص جو کب سے یہ سب دیکھ رہا تھا آگے بڑھ کر حمزہ کے پاس گیا کیونکہ اسکو وہ تصویریں ہر حال میں اس سے لینی تھیں۔

اس دن کے بعد حمزہ سے عائشہ کا دوبارہ سامنا نہیں ہوا،اسی دوران حمزہ کا بیچ یونیورسٹی سے پاس آوٹ کر گیا تو عائشہ نے سکون کا سانس لیا کہ اب آئندہ اس شخص کی شکل دیکھنے کو نہیں ملے گی۔

دن یوں ہی گزرتے رہے عائشہ کا لاسٹ سمسٹر تھا، آج اسے تھیسس کا کام کر کے جلدی یونیورسٹی سے نکلنا تھا کیونکہ کل سے عید کی چھٹیاں تھیں تو اسکو اور مریم کو واپس قلعہ جانا تھا، جلدی جلدی وہ اپنا سامان سمیٹ کر کلاس سے باہر نکلی تو سامنے ہی دروازے پر حمزہ کو کھڑے دیکھ کر چونکی، اس کو نظر انداز کر کے آگے بڑھنا چاہا تو وہ یکدم اسکے سامنے آکر رستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیا حرکت ہے؟ آگے سے ہٹو" اسکا لہجے میں چٹانوں سی سختی تھی

"بات سنو میری پہلے پھر ہٹوں گا۔"

"دیکھو میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور میں سیریس ہوں۔"

"کیا بکواس ہے میں نے آپکو پہلے بھی بتایا تھا کہ مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی اور ایک شادی شدہ لڑکی سے ایسی بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے آپکو۔" بولتے ہوئے اسکا تنفس بڑھ رہا تھا وہ چند لمحے سانس لینے کے لئے رکی

"پلیز مسٹر حمزہ آپ سے درخواست ہے آئندہ سوچ سمجھ کر مجھ سے بات کیجئے گا۔" وہ سائڈ سے ہو کر آگے بڑھی۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارا نکاح ہوا ہے مگر وہ ختم بھی تو ہو سکتا ہے, ہم ساتھ خوش رہینگے میری بات مان لو ہم کہیں کسی اور شہر چلتے ہیں وہاں کسی اچھے وکیل سے مل کر تم اپنے اس نام نہاد رشتے سے جان چھڑوا لینا۔ پلیز عائشہ میں واقعی تمہارے لئے سیریس ہوں۔" اسکا انداز ملتجی تھا مگر عائشہ کا خود بخود اسکی بات سن کر آٹھ گیا مگر بہت مشکل سے اس نے خود کو روکا ورنہ اسکے بس میں ہوتا تو سامنے کھڑے شخص کا منہ توڑ دیتی۔

"دفعہ ہو جائیں یہاں سے ورنہ میں گارڈز کو بلوا لونگی اور وہ حشر کرواؤنگی کے ہمیشہ یاد رکھینگے۔ اور ایک بات اور یاد رکھنا آئندہ مجھ سے ایسی بات کی تو انجام کے ذمہدار آپ خود ہونگے۔"

"میری بھی بات سنو تم اب دیکھنا میں کرتا کیا ہوں تمہارا وہ نام نہاد شوہر اب خود میرے ساتھ تمہیں روانہ کریگا دیکھنا۔" اسکی آنکھوں میں جنونیت دیکھ کر پہلی بار عائشہ کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔

گھر آکر بھی مریم نے اس سے بارہا پوچھا کہ وہ کیوں پریشان ہے کیوں اداس ہے مگر وہ خاموش ہی رہی کیونکہ وہ اپنی وجہ سے کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی، مگر اس نے نرسنگ کو سب بتانے کا ارادہ ضرور کر لیا تھا۔

--------

میری آنکھ تہجد کے وقت ہی کھل گئی، اپنے پہلو میں خالی جگہ دیکھ کر میں ایکدم اٹھ کر بیٹھ گئی کہ نجانے نرسنگ اس پہر کہاں گئے ہیں۔ تہجد کی نماز ادا کر کے میں باہر آگئی ہال میں انکو دیکھا وہ وہاں بھی نہیں تھے مجھے لگا باہر نماز کے لئے نہ چلے گئے ہوں، اچانک مجھے بابا جان کے کمرے سے آہٹ محسوس ہوئی تو میرے قدم انکے کمرے کی جانب مڑ گئے۔

"اللہ خیر کریں بابا جان کی طبعیت ٹھیک ہو۔" میں دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی جیسے ہی دروازے کے ناب پر ہاتھ رکھا نرسنگ کی آواز سن کر وہیں ٹھہر گئی۔

"بابا جان مجھے وہ بھولتی نہیں ہے مجھے لگتا کہیں نہ کہیں میں بھی اس کا گنہگار ہوں۔"

"نہیں بچے تمہارا کیا قصور تم تو اس وقت تھے ہی نہیں یہاں جب حمزہ آیا تھا تصویریں لیکر تم تو اس وقت اپنے امتحان کیلئے کراچی گئے ہوئے تھے۔ قصور تو میرا ہے جو میں اپنی بچی کو اس فرسودہ روایت سے بچا نہ سکا کیسے ظالموں نے لمحوں میں اسکو گنہگار قرار دے کر سنگسار کر دیا تھا جب پہلا پتھر اسکو مارا وہ اسکے ماتھے پر نہیں میری روح پر لگا تھا۔" وہ زار و قطار رو رہے تھے۔

"بابا جان اس نے مجھے حمزہ کے بارے میں بتایا تھا جب وہ عید پر آئی تھی اس نے مجھ سے کچھ نہیں چھپایا تھا، میں نے اسکو کہا تھا کہ میں ایگزام کے بعد واپس آکر اس مسئلے کو دیکھ لونگا مگر میرے آنے

سے پہلے نجانے وہ خبیث انسان کیسے دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا کیسے انھوں نے میری اور عائشہ کی تصویریں فوٹوشاپ کر کے جرگہ کے سامنے رکھ دیں۔" اس انکشاف پر میں ششدر رہ گئی مجھے جو آج تک لگتا تھا کہ نرسنگ بھی عائشہ کو گنہگار سمجھتے ہیں وہ غلط تھا بلکہ وہ تو اسکی پاکیزگی کے گواہ تھے وہ تو اس گلٹ میں تھے کہ وہ اپنی پاکباز نیک بیوی کو ظالم سماج کی فرسودہ روایات سے نہ بچا سکیں۔

"بیٹے شاید قصور کسی کا بھی نہیں تھا مگر سزا ہم سب ہی کاٹ رہے ہیں دیکھو گل الگ خود کو قصوروار سمجھتی ہے کہ جرگہ بلانے والے اسکے اپنے بھائی تھے کیسے انھوں نے عائشہ سے اپنی اس ذلت کا بدلہ لیا تھا۔"

"تم تو اس وقت بچے تھے یاد ہے کہ نہیں جب عائشہ کی ماں اسکو یہاں چھوڑ کر گئی تھی تو گل کے بھائیوں نے اسکو ماننے سے انکار کر دیا تھا اور میرے لئے اپنی ہی بیٹی کو گالی بنا دیا تھا تب میں نے ان کو حویلی سے دھکے دے کر نکالا تھا تب گل نے میرا ساتھ دیا تھا میرا مان رکھا تھا اپنے خاندان سے تعلق ختم کر لیا تھا مگر ان لوگوں نے بلاآخر اپنی اس ذلت کا بدلہ لے لیا۔" وہ ماضی کے اس باب سے پردہ اٹھا رہے تھے جسکا کبھی ہمارے بیچ ذکر نہیں ہوا تھا مگر ہم سب اس سے واقف تھے۔

"یاد ہے بابا جان سب یاد ہے، اور گل کے ظرف کے تو ہم سب قائل ہو گئے ہیں انھوں نے اپنے ہی بھائیوں کو چھوڑ دیا اسکی خاطر۔ "

"نرسنگ بچہ ایک بات پوچھوں؟" انھوں نے جھجکتے ہوئے نرسنگ کی جانب دیکھا

"بابا جان آپکو مجھ سے کب کچھ پوچھنے کے لئے اجازت درکار ہونے لگی؟"

"تم اور مریم ایک دوسرے کے ساتھ خوش ہو نہ؟ تمہارے درمیان سب ٹھیک ہے؟ مجھے لگتا ہے کہ تم دونوں کے درمیان اتنے سال گزر جانے کے باوجود بھی کچھ ہے جو صحیح نہیں ہے۔" آج اپنے باپ کی زبان سے یہ بات سن کر مجھے شاک لگا کہ وہ ہماری آپس کی جھجک کو صاف محسوس کر گئے ہیں۔

"بابا جان آپ نے ابھی خود ہی تو کہا کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ اس گلٹ میں ہیں کہ ہم عائشہ کے لئے کچھ نہ کر سکے تو میرے اور مریم کے بیچ بھی یہ ہی جھجک ہے اسکو ہمیشہ لگتا کہ یہ سب عائشہ کا حق تھا یہ سب اسکا نصیب تھا، اور میں چاہ کر بھی اسکو نہیں بھول پاتا بابا مجھے مریم بھی اتنی ہی عزیز ہے یا شاید اب اس سے بھی زیادہ وہ میرے بچوں کی ماں ہے میرے دکھ درد کی ساتھی میری ہمسفر ہے وہ مگر ہمیشہ عائشہ ہمارے درمیان موجود رہتی ہے۔ کبھی کبھی مجھے لگتا کہ میں مریم کے سارھ زیادتی کر رہا

ہوں مگر میں کیا کروں بابا میں مجبور ہوں۔" آج وہ اعتراف ہو رہے تھے جنکو سننے کی تمنا ہم سب کو تھی۔

"نرسنگ اسکو محبت کا مان بھی دے دو وہ اندر ہی اندر گھل رہی ہے وہ تو چلی گئی مگر جو ہمارے پاس ہے اسکو سنبھال لو اسکو عزت دی مان دیا اپنی محبت بھی دے دو۔" بابا جان نے اپنی زندہ بیٹی کی خوشیوں کے لئے مردہ بیٹی کی محبت دفن کرنے کی درخواست کر دی تھی۔

"بابا جان! عائشہ سے کہنا مجھے معاف کر دے میں اسکی محبت میں خیانت کر گیا۔" اس اعتراف نے میری جان لے لی یہ کیا کہہ دیا تھا نرسنگ نے اتنے سال بعد یہ اعتراف، میرا صبر میرا انتظار اب ختم ہو گیا تھا کیا؟ میں آنسو صاف کرتی ہوئی حویلی کی پچھلی جانب چل دی کہ اب سب کو اس بوجھ سے آزاد کروانا تھا اور وہ ہی تھی جو جسکے پاس مجھے جانا تھا۔

--------

"کیسی ہو؟ بہت سال لگا دئے آنے میں؟ سب بہت یاد کرتے تھے تمہیں۔" سفید لباس ملبوس وہ میرے سامنے بیٹھی تھی، اسکے چہرے پر نظر ہی نہیں پڑ رہی تھی ایک روشنی کا ہالہ تھا شاید، نا قابل

بیان تھی اسکی خوبصورتی اور سب سے بڑھ کر اسکے چہرے پر پھیلا سکون، شاید یہ بے سکونی، افرا تفری اسی دنیا کے باسیوں کی وصف ہے ۔

"بس ڈر گئی تھی خوف آتا تھا اس جگہ سے اس علاقے سے اپنوں سے۔ اسی لئے وہاں اپنی دنیا بسالی تھی مگر سکون ادھر بھی نہیں تھا۔" میری نظریں سامنے لگی بوگن ویلیا کی بیل کا طواف کر رہی تھیں۔

"یہ اموجان نے لگوائی تھی ادھر، دیکھو کتنی پھیل گئی ہے نہ وہ روز آتی ہیں ادھر میرے ساتھ ساتھ اسکا بھی خیال رکھتی ہیں۔"

"اور بابا جان؟" میرے سوال پر اس نے اداسی سے آسمان کی جانب دیکھا

"وہ نہیں آتے مریم مجھ سے خفا ہیں نہ وہ ابھی تک۔ انکو لگتا کہ میرا قصور تھا اس سب میں، مجھے تو معلوم بھی نہ تھا کہ وہ اموجان کے بھائیوں کے ساتھ مل کر میرے خلاف سازش کرے گا۔"

"نہیں عائشہ وہ تم سے خفا نہیں ہیں بلکہ وہ تو خود سے ناراض ہیں کہ تمہیں بچا نہیں سکے اس سازش سے، آج تک خود کو تمہارا قصوروار مانتے ہیں۔ تڑپتے ہیں تمہارے لئے روتے ہیں گڑ گڑاتے ہیں۔ انکو

معاف کر دو عائشہ وہ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں ان میں ہمت نہیں ہے اس گلٹ کے ساتھ رہنے کی اب ۔"میں نے اسکے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے التجا کی۔

"میں کون ہوتی ہوں معاف نہ کرنے والی مریم۔مجھے تو نہ کل ان سے شکوہ تھا نہ آج، میں تو سمجھتی تھی وہ مجھ سے ناراض ہیں جو کبھی ملنے ہی نہیں آئے۔انھیں کہنا بہت یاد کرتی ہوں انکو، انکی عائشہ ان سے آج بھی بہت پیار کرتی ہے بہت زیادہ۔"اس نے اپنے آنسو صاف کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو مجھے لگا جیسے ہر سو ایک سوندھی سی خوشبو پھیل گئی ہو۔

"تم خوش ہو نرسنگ کیسا ہے خیال رکھتا ہے نہ تمہارا؟"اس نے مسکراتے ہوئے میری جانب دیکھا اور میں کئی لمحے بس اسکو دیکھے گئی

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ بھئی نرسنگ کا پوچھ رہی ہوں کیسا ہے تمہارا تو مجھے معلوم ہے ابھی تک ویسی ہی ہو گی اسے دیکھ کر شرما جاتی ہو گی ہے نہ؟"اسکی ہنسی آج بھی اتنی ہی دلفریب تھی

"تمہیں مجھ سے نفرت نہیں ہوتی عائشہ نرسنگ تمہارا تھا بلکہ ابھی بھی تمہارا ہی ہے، میں معلوم نہیں کیوں بیچ میں آ گئی، کیوں امو جان نے تمہارے جانے کے بعد ضد کر کے ہماری شادی کروادی کیوں اس امتحان سے گزار ہمیں، میں کیسے روز قیامت تم سے نظریں ملاؤنگی، تمہیں معلوم ہے کتنے سال لگ


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

گئے مجھے اس رشتے کو سنبھالنے میں سمجھنے میں، جب کبھی نرسنگ نے پیشقدمی کی میرے قدم پیچھے کی جانب ہو جاتے تھے عائشہ مجھے لگتا تھا میں تمہارا حق غضب کر رہی ہوں، تمہاری مجرم بن گئی میں عائشہ مگر میں کیا کرتی میں پہلے مجبور تھی امو جان بابا جان کی وجہ سے اور اب اپنی اولاد کی وجہ سے پلیز معاف کر دو مجھے۔" میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ میں بھی اسی زمین میں خود کو در گور کرلوں اگر اس نے مجھ سے سوال کر لیا کہ مریم تم تو میری محبت کی گواہ تھیں میری رازدار تھیں پھر میرے حق پر میرے شوہر پر کیوں نقب لگائے بیٹھی ہو تو میں کیا وضاحت دونگی اور اگر سوال آیا کہ رشتہ مجبوری میں ہوا تو بیچ میں محبت کی گنجائش کیونکر نکال لی اپنے دل پر پہرے کیوں نہ باندھ لیے۔ کیسے جواب دونگی اسکو میں۔

"مجھے کیوں تم سے نفرت ہو گی مریم، میری جان بستی تھی تم سب میں اور تم تو میرے لئے بہت خاص ہو معلوم ہے کیوں؟" میں نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا

"کیونکہ سب سے زیادہ میرے لئے تم دعا کرتی تھیں یاد ہے تم مجھے ہر وقت دعا دیتی تھیں اور میں اس وقت اپنے دل میں تمہارے لئے بھی وہ سب مانگ لیتی تھی جو تم میرے لئے مانگتے تھیں ہاں مگر اس وقت نرسنگ نہیں اس جیسا ضرور ہمسفر تمہارے حق میں دعا کرتی تھی دیکھو تو وہ ہی مل گیا اور ایک

راز کی بات بتاؤں تمہیں مجھے معلوم تھا کہ اموجان کی شروع سے نرسنگ کے لئے تمہاری خواہش تھی سو جب مجھے سزا کے لئے لیکر جارہے تھے تو میں نے اموجان سے اپنی آخری خواہش کا اظہار کیا تھا جانتی ہو کیا تھی وہ خواہش، کہ اموجان آپ نرسنگ اور مریم کی شادی کر دیجیے گا، وہ دونوں بہت اچھے لوگ ایک دوسرے کو ڈیزرو کرتے ہیں۔" اسکی بات پر میں نے ناراضگی سے اسکو دیکھا وہ کیوں تھی ایسی ہمارے سب کے لئے سب کچھ قربان کر دینے والی۔

"کیوں عائشہ یہ فیصلہ کیوں لیا؟ کیوں ہمیں امتحان میں ڈالا تم نے، جانتی ہو ہم دونوں آج تک اپنی اپنی جگہ تم سے شرمندہ ہیں میاں بیوی کے رشتے میں ہوتے ہوئے بھی ایک لاتعلقی قائم ہے ڈر لگتا ہے کہ تمہارا سامنا کیسے کرینگے؟ اور تم کہہ رہی یہ تمہاری خواہش تھی عائشہ یہ کیا کیا تم نے" میں اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا کر رونے لگی یہ انکشاف میرے لئے جان لیوا تھا۔

"شرمندہ کیوں بھئی ایسے ہی، نرسنگ کو کہنا اگر اس نے تمہاری کبھی حق تلفی کی تو میں اس سے ناراض ہو جاؤنگی۔" اس نے ہنستے ہوئے میری جانب دیکھا

"تمہیں لگتا ہے وہ کبھی کسی کی حق تلفی کر سکتے ہیں۔عائشہ وہ بہت خاص انسان ہیں رشتوں کو سنبھالنے والے سمجھنے والے جانتی ہو شادی کے بعد میں نے ان سے ملک چھوڑنے کا کہا تو فوراً مان گئے تھے۔" ہم دونوں اپنی محبوب کا ذکر کر رہی تھیں اور محبوب بھی جو سانجھ تھا۔

"وہ ایسا ہی ہے اسی لئے تو تمہارے لئے اسے چنا تھا، مجھے یاد کرتا ہے؟ میرا ذکر کرتا ہے؟ میں تو اس سے مرنے سے پہلے مل بھی نہ پائی جرگہ کے فیصلے کے وقت وہ کہاں تھا قبیلے میں۔۔۔بہت یاد کیا تھا اسے میں نے بہت زیادہ۔۔۔"

"بہت یاد کرتا ہے آج بھی تمہیں اتنا ہی پیار کرتا ہے، ابھی بھی بابا جان کے پاس بیٹھا تمہاری ہی باتیں کر رہا ہے جانتی ہو وہ آج تک اس بات پر شرمندہ ہے کہ تمہارا محافظ تھا وہ پھر بھی حفاظت نہیں کر سکا تمہاری، اللہ نے اسکو تمہارا ولی بنایا تھا مگر وہ اس لمحے تمہارے لیے پہنچ نہیں سکا۔بہت تڑپتا ہے تمہارے لئے، جانتی ہو ہماری بیٹی کا نام بھی عائشہ رکھا اس نے، تمہارے بنا وہ کچھ بھی نہیں ہے عائشہ بہت بہت خاص ہو تم آج بھی اسکے لئے۔۔۔"بہت چاہنے کے باوجود بھی میں اپنے اندر کی حسرت کو چھپا نہیں سکی تھی اسکے تاثرات اور چہرے پر موجود اطمینان نے مجھے شرمندہ کر دیا اور میں اپنی بات کہہ کر اس سے نظریں چرانے لگی۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

چھپانا بھی جو تم چاہو محبت چھپ نہ پائے گی

دیا دل میں جلے گا اور چمک چہرے پہ آئیگی۔۔۔

اس نے ہنستے ہوئے میری جانب دیکھا جیسے مجھ سے میرے دل کا حال جان لینے کے بعد اسکو خوشی مل گئی ہو جبکہ میں اس سے نظریں چرانے میں ہی لگی ہوئی تھی۔ کیسے اس سے معافی مانگوں کیسے اسے اپنے دل کا حال بتاؤ۔

"بہت پیار کرتی ہو نہ اس سے؟ اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے مریم وہ ہے ہی ایسا کہ اس سے خود بخود محبت ہو جاتی ہے، اگر وہ تمہاری محبت کو جھٹلائے گا تو ناشکرا شمار ہو گا۔"

"عائشہ آیم سوری معاف کر دو میں خود کو کیسے روک پاتی، میری زندگی میں وہ واحد مرد تھا جو میرا محرم بھی تھا تو کیسے خود کو روک سکتی پلیز مجھے معاف کر دو اپنی محبت سے اسکو آزاد کر دو پلیز اسے مجھے دے دو۔"

میرے جڑے ہاتھ دیکھ کر وہ بے چین ہوئی تھی چاہتے ہوئے بھی وہ میرے ہاتھ تھام نہیں سکتی تھی، اس نے بے بسی سے میری جانب دیکھا اور مسکرا کر میری جانب دیکھا ہمارے درمیان چند لمحے خاموشی پھیلی رہی اور پھر اسکی آواز سنائی دی

"اسے کہنا اس دنیا میں میں نے اسے اپنی محبت سے آزاد کیا، مریم میں نے اسے مکمل تمہارے حوالے کیا اسکا خیال رکھنا۔" وہ کہہ کر کھڑی ہو گئی اور سامنے افق پر پھیلنے والی ہلکی سی روشنی کی کرن کو دیکھنے لگی۔

"عائشہ !!!" میری پکار پر وہ پلٹی اور سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھنے لگی

"حمزہ بھی آیا تھا اسکو معاف کر دو بہت بے چین ہے بہت تکلیف میں، میں تو اسکو معاف نہیں کر پا رہی مگر بابا جان کہتے ہیں کہ تم بہت اعلیٰ ظرف ہو تم کسی سے دشمنی نہیں رکھتیں۔" میری بات پر وہ دھیرے سے مسکرائی جیسے کہہ رہی ہو آج کیا تم سب کی وکالت کے لئے آئی ہو۔

"مریم یہ دشمنیاں نبھانا اس دنیا کے لوگوں کی ریت ہے میری دنیا کی نہیں۔ میں نے کوئی بد دعا نہیں دی تھی اسکو، یہ اسکے اپنے ضمیر کی سزا تھی پھر بھی تسلی کیلئے میں کہہ دیتی ہوں کہ اسکو بھی میں نے معاف کیا اسکو بھی اس بوجھ سے آزاد کیا۔" ساتھ ہی اس نے قدم بڑھا دئے اور یکدم فجر کی اذان کی


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

آواز سنائی دی۔ میں نے چونک کر سامنے دیکھا جہاں اب کچھ بھی نہیں تھا، منظر صاف تھا ہر سو خاموشی تھی مگر اس خاموشی میں بھی سکون تھا، میں بھی اپنے کپڑے جھاڑتی وہاں سے مسکراتے ہوئے اندر کی جانب چل دی۔

---------

"عائشہ جلدی اپنا سامان باندھ بیٹا پچھلی طرف گاڑی تیار ہے جلدی کر ٹائم نہیں ہے ہمارے پاس، وہ ظالم لوگ فیصلہ کر چکے ہیں آتے ہونگے تجھے لینے جا میری بچی بھاگ جا۔" اس وقت سب لوگ عائشہ کے کمرے میں اکٹھے ہوئے تھے جرگہ کے سامنے جو تصاویر رکھی گئیں تھیں انکے مطابق عائشہ گنہگار تھی اور روایت کے مطابق اسکو سنگسار کرنے کا حکم دیا جا چکا تھا بابا جان بہت چیخے چلائے تھے مگر جرگہ کے سامنے انکی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ ہم سب کی زندگیوں میں ایک طوفان برپا تھا جو آج تک ہم صرف سنتے آئے تھے اب اسی کا شکار ہو رہے تھے سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ شخص جس نے عائشہ کی پاکدامنی پر سوال اٹھایا تھا وہ خود منظر سے یکدم کہیں غائب ہو گیا تھا، حمزہ نے اسکی تصویریں اپنے ساتھ فوٹوشاپ کر کے جرگہ کو پیش کی تھیں۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اموجان اس وقت عائشہ کو قبیلے سے بھگانے کی کوششوں میں لگی ہوئی تھیں مگر وہ مان کر ہی نہیں دے رہی تھی۔

"نہیں اموجان میں آپ لوگوں کو کہیں چھوڑ کر نہیں جاؤنگی، کیا میں نہیں جانتی کہ میرے جانے کے بعد یہ لوگ آپ لوگوں کے ساتھ، میری بہنوں کے ساتھ کیا سلوک کرینگے؟" اس موقعے پر بھی اسکو ہم سب کی فکر تھی۔

"دیکھ بچے جذباتی نہ ہو میں نے ایمبیسی فون کر دیا ہے کوئٹہ پہنچتے ہی تجھے سیکیورٹی دے دی جائیگی، برٹش نیشنل ہونے کی وجہ سے آسانی سے جا سکتی ہے باہر پھر نرسنگ بھی آجائیگا تیرے پاس۔ یہاں ہم سب سنبھال لینگے بس جا جلدی۔ دیکھ تیرے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں" اس نے آگے بڑھ کر اموجان کے ہاتھ تھام لئے اور انکے گلے لگ گئی۔

کئی لمحے، کئی لمحے ایسے ہی گزر گئے ایسا لگتا تھا جیسے وہ اب ساری عمر اسی حالت میں گزار سکتی ہیں۔

"اموجان میری اموجان! میں آپکی بیٹی ہوں نہ۔" وہ سسکتے ہوئے دوبارہ انکی آغوش میں چھپ گئی


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"ہاں تو میری سب سے اچھی بیٹی ہے میری شہزادی ہے۔ مجھے فخر ہے تجھ پر عائشہ، میری بچی مان جا میری بات چلی جا ہم تیری حفاظت نہیں کر سکے تیری ماں سے کیا وعدہ نہ پورا کر سکے جا چلی جا اپنے دیس لوٹ جا۔" انھوں نے اسکو پچکارتے ہوئے سمجھانا چاہا مگر وہ بضد رہی کہ نہیں وہ کہیں نہیں جائیگی، اگر وہ چلی جاتی تو جرگہ والے اسکی بہنوں کا کیا فیصلہ کرتے انکو ونی کر دیتے، بابا جان سے سرداری لے لی جاتی اسکا خاندان رل جاتا، اگلی کئی نسلیں تباہ ہو جاتیں۔

"امو جان نہیں میں اپنی زندگی بچانے کے لئے اپنوں کی زندگی ویران نہیں کر سکتی، میرے جانے کے بعد آپ وعدہ کریں میری بہنوں کی زندگی پر کوئی آنچ نہیں آنے دینگی۔"

"پلیز امو جان!" ہم سب چیخیں مار مار کر رو رہے تھے، ہماری حویلی کا کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو اسکے حق میں گواہی نہ دے رہا ہو مگر ان فرسودہ روایات کے سامنے ہر کوئی مجبور تھا۔

"خان بی بی! خان صاحب بلا رہے ہیں۔" ملازمہ کی یہ آواز تھی یا گویا موت کے فرشتے کا پیغام۔ سب اپنی اپنی جگہ ساکت کھڑے رہے، گویا وہیں پر روح کھینچ لی گئی ہو مگر ابھی تو اور امتحان باقی تھے۔ عائشہ امو جان سے الگ ہوئی اور واشروم کی جانب چلی گئی۔

”کوئی تو سن لے میری پکار اے میرے رب میری بچی میری پاکدامن بچی!!!“ اموجان روتے روتے نیچے بیٹھ گئیں اور سسکنے لگیں۔

چند لمحوں بعد وہ خود کو کالی چادر میں لپیٹے باہر آئی اور جائے نماز بچھا کر نفل پڑھنے لگی۔ اس وقت اسکے چہرے پر موجود سکون نے ہمیں حیران کر دیا تھا کیسے وہ اتنی پرسکون ہو گئی تھی شاید جو بے قصور اور نیک لوگ ہوتے موت سے پہلے انکا چہرہ ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ انکو اب کسی بات کا خوف نہیں ہوتا شاید انکو معلوم ہوتا کہ اب آگے انکے لئے سکون ہی سکون ہے۔ عذاب تو پیچھے رہ جانے والوں کے لئے ہوتے ہیں۔

”باباجان اور اموجان کا خیال رکھنا، نرسنگ کو کہنا مل نہیں سکی میں ان سے۔ یاد کرتے رہنا مجھے ۔۔۔“ ہم دونوں بہنیں اسکے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ میں اسکی جگہ خود چلی جاتی اسکو کہیں چھپا دیتی۔

وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے راہداری عبور کرتے ہوئے داخلی دروازے تک پہنچی جہاں باباجان کندھے نیچے جھکائے ہارے ہوئے جواری کی طرح کھڑے تھے، وہ انکے سامنے رکی اور اپنے ہاتھ انکے سامنے جوڑ دیئے۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"معاف کر دیں بابا جان میں آپکی اچھی بیٹی نہیں بن پائی۔" اسکی بات پر تڑپ کر انھوں نے اسے دیکھا اور خود میں بھینچ لیا۔

"معاف کر دینا اپنے بابا کو میں مجبور ہو گیا ہوں مجھے نیچا دکھانے کے لئے ان ظالموں نے میری بیٹی کی زندگی تباہ کر دی، مجھ سے تیری قربانی مانگ لی معاف کر دے مجھے۔" وہ اس وقت خود کو دنیا کا سب سے مجبور انسان محسوس کر رہے تھے انکے ہاتھ میں اب کچھ بھی نہیں تھا۔اگر جرگہ کے خلاف جاتے تو قبیلے سے دربدر ہونا پڑتا اور وہ بخوبی جانتے تھے کہ اس صورت میں بھی وہ سب کسی نہ کسی صورت قتل کر دیئے ہی جاتے۔

عائشہ کے قدم اب تیزی سے باہر کی جانب اٹھ رہے تھے، یکدم وہ رکی، پیچھے مڑی ایک نظر پوری حویلی پر ڈالی اور ہم سب پر آکر اسکی نظر ٹھہر گئی، کیا نہیں تھا اسکی نظروں میں اس وقت گذرے سالوں کے قصے، اس آنگن میں گذری کئی بہاروں کے رنگ، بچپن کی شرارتیں، لڑکپن کے قصے، جوانی کی محبت کی داستان۔۔۔یکدم اسکی آنکھوں سے یہ سب رنگ غائب ہو گئے اسکی نظریں بے جان پتھر کی مانند ہو گئیں وہ نیلی آنکھیں جو ہر وقت چمکتی تھیں اب ایک سخت بے جان پتھر لگ


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

رہی تھیں۔ایک آخری نظر اس نے ہم پر ڈالی اور چادر چہرے پر ڈال کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئی، اور پیچھے ہم سب اسکو پکارتے رہے چیختے رہے مگر وہ نہ پلٹی ۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"حمزہ اٹھیں صبح ہو گئی ہے اٹھ جائیں آج تو نماز پڑھ لیں سالوں گذر گئے آپ نے ایک سجدہ نہیں کیا۔" لیلیٰ کی آواز پر کب سے چھت کی جانب دیکھتے ہوئے حمزہ نے ایک لمحے کو اسکی جانب دیکھا اور واپس اپنے اپنی نظریں چھت کی جانب کر لیں۔

"بس حمزہ بہت ہو گیا کل سے آپ بلکل خاموش ہیں کوئی بات نہیں کر رہے کچھ تو بولیں میں تھک رہی ہوں میرا ہی خیال کر لیں کچھ ،بس میں نے سوچ لیا ہے ہم واپس جا رہے ہیں آج صبح ہو جائے میں سردار صاحب سے کہتی ہوں ہمیں واپس کوئٹہ بھجوا دیں۔" لیلیٰ نے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے اسکا ہاتھ تھام لیا اور اپنا سر اسکی سینے پر ٹکا دیا۔بے ساختہ ہی حمزہ اسکے سر کو اپنے ہاتھ سے سہلانے لگا۔

"شکریہ لیلی! یہ تمہاری کوششوں کے آگے بہت چھوٹا لفظ ہے مگر میں تم سے معافی اور شکریہ کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔" توڑ توڑ کر الفاظ بولتے ہوئے اسکی آنکھوں سے آنسو بھی نکل کر لیلیٰ کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

”آپ مجھے یہ نہ کہا کریں آپ کو معلوم ہے میرا سب کچھ آپ ہیں سب کچھ۔ اور مجھے آپکے منہ سے یہ الفاظ تکلیف دیتے ہیں۔“ اسکو یاد تھا کہ شادی کے شروع شروع دنوں میں حمزہ اس کا کیسے دیوانہ تھا انکی زندگی پرفیکٹ چل رہی تھی، جب ایک دن سب کچھ بدل گیا جب حمزہ کو معلوم ہوا کہ وہ کبھی باپ نہیں بن سکتا اور مسئلہ اس میں ہے تو وہاں سے قدرت کا بدلہ شروع ہوا پھر حمزہ کو احساس ہوا کہ اس سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے، اسکو پینک اٹیکس آنا شروع ہو گئے اس خوف سے کہ لیلیٰ اسکو چھوڑ نہ جائے پھر یہ اٹیکس بڑھتے گئے۔ اور جب اسکی اپنے بہن بھائی نے یہ کہہ کر اس سے قطع تعلق کر لیا کہ ”آپکی وجہ سے ہمیں اتنا کچھ suffer کرنا پڑا ہے ملک چھوڑنا پڑا مما پاپا ہمیں راتوں رات لیکر ملک سے بھاگے تھے کیونکہ جرگہ کے فیصلے کے مطابق آپکو بھی مارنا تھا، آپکی ایک شرارت کی وجہ سے ہم بے گھر ہو گئے تھے۔ اب آپکے پاگل پن کی وجہ سے ہم مزید آپکے ساتھ نہیں رہ سکتے کیا معلوم اٹیک ہونے پر آپ کب کس کو نقصان پہنچا دیں۔“ ایسے میں لیلیٰ نے ہی اسکا ساتھ دیا اور ایک الگ فلیٹ میں لیکر رہنے لگی۔

”لیلیٰ ایک آخری بار اسکی قبر پر لے جاؤ پھر واپس آکر آج میں بھی نماز ادا کرونگا۔“ اسکی بات پر لیلیٰ یکدم پرجوش ہو گئی اور جلدی جلدی اسکو موزے جوتے پہنانے لگی۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

"مجھے معاف کر دینا۔" وہ اس وقت قبر کے سامنے وہیئل چئیر پر بیٹھا مسلسل یہ ہی جملہ دوہرا رہا تھا۔

"چلیں نماز کا وقت جا رہا ہے؟" لیلیٰ نے آہستہ سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں ابھی آتی ہوں۔" وہئیل چئیر ایک طرف روک کر وہ واپس پلٹی اور عائشہ کی قبر کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"شکریہ! آج سالوں بعد انکے لہجے میں میں نے سکون محسوس کیا ہے شکریہ۔" آنسو پونچھتے ہوئے وہ واپس پلٹی، ایک اسودہ سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر تھی۔

وہ دونوں واپس مہمان خانے میں آ گئے اب وہ نماز کی تیاری کر رہی تھی، ایک جائے نماز اس نے حمزہ کی وہئیل چئیر کے آگے بچھا دیا اور اپنا اس سے تھوڑا فاصلے پر۔ اب دونوں خشوع و خضوع سے نماز ادا کر رہے تھے۔ دعا مانگ کر جیسے ہی لیلیٰ نے حمزہ کی جانب دیکھا تو وہ ساکت رہ گئی۔

"حمزہ حمزہ اٹھیں حمزہ ہ ہ!!!" اسکی چیخ و پکار سن کر ملازم بھی اندر بھاگے آئے تھے اور ایک نے فوراً بھاگ کر نرسنگ کو بھی اطلاع دے دی تھی۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

جیسے ہی نرسنگ اندر داخل ہوا اسکی نظر حمزہ کی ساکت بے جان پتلیوں پر پڑی، اس نے لیلیٰ کو اس سے الگ کیا اور ہاتھ رکھ کر اسکی آنکھیں بند کر دیں۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ"۔ نرسنگ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے اور ہر سو خاموشی پھیل گئی۔

-------

یہ منظر ہے "بیابان سیاہ" کا، پہاڑوں کے بیچ ایک بنجر بے جان خطہ ایک کھلا میدان جہاں چند کانٹے دار پودے بھی ایک دوسرے سے کئی فٹ موجود تھے ایک الگ داستان پیش کرتا تھا۔ علاقے کے بوڑھے بزرگ کہتے تھے اس طرف مت جاؤ وہ منحوس جگہ ہے کئی گناہگاروں کے خون سے آبیاری ہوئی ہے اسکی، مگر اس میں بہت سے بے گناہوں، معصوموں کا خون بھی شامل ہے اور اسی وجہ سے اس تکلیف اذیت کی ہی وجہ سے وہ سرزمین نے خود کو بنجر بنالیا، اپنے اوپر رنگ خوشبو حرام کرلی۔

"بسم اللہ کریں خان صاحب پہلا پتھر جو مارے گا وہ جنت میں جائیگا، کیونکہ یہ تو ویسے ہی بے دین لڑکی تھی کیا معلوم کلمہ پڑھا بھی تھا کہ نہیں۔" کسی مذہب کے ٹھیکے دار کی آواز سنائے دی۔

"اللہ اکبر!" عائشہ نے دل میں صدا بلند کی، مگر یہ کیا پہلا پتھر اسکے پاس سامنے آکر گر گیا۔

"الرحمن!!" دل میں ورد جاری تھا۔

"زور سے مارو سامنے مارو!" ایک اور آواز بلند ہوئی۔

"الرحیم!" آنکھیں بند تھیں زبان چل رہی تھی

دوسرا پتھر بھی زمین پر گر گیا۔ نشانہ چوک گیا یا پھر قدرت کی طرف سے اشارہ تھا مگر کوئی سمجھے تب نہ۔

"میری بچی معصوم ہے دیکھو ظالمو دیکھو کوئی پتھر نہیں لگ رہا چھوڑ دو اسکو۔" بابا جان کی آواز گونجی وہ مجمعے کو پیچھے دھکیلتے ہوئے آگے بڑھے مگر بیچ میں ہی کسی نے انکو روک لیا، عائشہ نے آنکھیں کھول کر ایک لمحے کو انکو دیکھا اور پھر بند کر لیں جیسے کہہ رہی ہو،

"بابا جان یہ ظالم اب نہیں رکینگے، اب آپکی بیٹی کی پاکدامنی روز حشر ہی ثابت ہو گی یہ انسانوں کا لگائی گئی عدالت ہے مجھے اب روز آخر لگنے والی عدالت کا انتظار ہے بابا! آپکو بھی اب انتظار کرنا ہو گا۔"

اور پھر اچانک کسی جوشیلے نوجوان نے اپنی جیب سے بندوق نکالی اور سامنے بلکل سامنے اسکے ماتھے کا نشانہ لیا۔ ایک خون کی لکیر نکلی اور پورا ہجوم اللہ اکبر کے نعرے بلند کرنے لگا۔ اب اس نوجوان کو


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

کندھے پر اٹھا کر قبیلے لے کر جایا جارہا تھا اور وہیں اس میدان میں ایک باپ اپنی معصوم بیٹی کا بہتا ہوا خون اپنے ہاتھوں سے سمیٹنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ اور وہ زمین اپنی بے بسی پر رو رہی تھی جسکو آج پھر ایک معصوم بیٹی کے خون کی بلی دی گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

آج کئی سالوں بعد حویلی میں رونق لگی ہوئی تھی ایک سکون تھا جو آج کئی سالوں بعد محسوس ہوا تھا۔

آج نرسنگ کی دستار بندی تھی اسی کی وجہ سے اموجان نے آج پوری حویلی کو سجانے کا حکم دیا تھا، باہر لان میں دعوت عام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ میرے اور خجستہ کے بچوں نے الگ ادھم مچایا ہوا تھا ہر سو خوشی کا ساسماں تھا۔

"مریم بیٹا گل سے کہنا میرا بوسکی کا سفید سوٹ نکال دیں اور میری دستار بھی تیار کروادیں۔" میں بابا جان کو قہوہ دینے آئی تو انھوں نے مسکراتے ہوئے مجھے کہا۔ میں جانتی تھی کہ انکا سفید بوسکی کا سوٹ اموجان کا پسندیدہ ہے اور وہ خاص موقعوں پر ہی زیب تن کرتے ہیں۔

امو جان کو پیغام پہنچا کر میں اپنے کمرے میں آگئی اور آج کی محفل کے لئے لباس نکالنے لگی۔ نرسنگ کے حکم کے مطابق آج کی محفل میں عورتیں کو بھی شمولیت کا کہا گیا تھا اس لئے بطور سردارنی مجھے بھی تیار ہو کر جانا تھا۔ یہ بھی الگ کہانی ہے جب عائشہ نے نرسنگ سے فرمائش کی کہ

"با مجھے بھی دیکھنا ہے کہ کیسے آپکو سردار بنائینگے۔"

"ڈن ہو گیا بچے! ہم سب عورتوں کے لئے بھی اہتمام کر لیتے ہیں مگر آپکو پھر چادر لیکر آنا ہو گا سوچ لیں۔" نرسنگ نے ہنستے ہوئے اسکو اپنے پاس بٹھایا

"ممی ڈانٹینگی مجھے" اس نے ڈرتے ہوئے میری جانب دیکھا

"کیوں ممی کیوں ڈانٹینگی آپکو" میں نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا کہ میں بھلا کیوں اسکو چادر لینے پر ڈانٹونگی بلکہ مجھے تو اچھا ہی لگے گا کہ اگر ہمارے بچے علاقے کی روایات کی عزت کریں۔

"ایکچولی جو باقی سب لیتی ہیں وہ مجھے آوٹ ڈیٹڈ لگتی ہیں، i really liked the one which ayesha maa used to wear!"

اسکی بات پر ہم دونوں نے چونک کر اسکی جانب دیکھا کیونکہ عائشہ کے سامنے ہم نے کبھی بھی اسکا ذکر نہیں کیا تھا۔

"آپ دونوں اب ایسے نہ مجھے دیکھیں یہاں آنے کے بعد بھا نے مجھے سب بتادیا تھا اور آپ سب کی طرح i also love her, اور میں تو نانی جان سے انکی اتنی ساری باتیں بھی کرتی ہوں۔" اس نے ہنستے ہوئے ہماری جانب دیکھا اور اسکے معصوم انداز پر ہم بھی مسکرا دئے تھے۔

"ممی پہن لوں میں انکی چادر؟" اس نے باپ کے کندھے سے لگے لگے مجھ سے ایک بار پھر پوچھا تو میں نے محض مسکرا کر الماری سے وہ چادر نکال کر اسکی جانب بڑھا دی۔

"اب دیکھنا بھا جو مجھے ویک کہتے ہیں نہ میں یہ پہن کر عائشہ ما کی طرح سٹرونگ لگونگی۔" اسکے بار بار عائشہ ما کہنے پر نرسنگ نے میری جانب دیکھا جیسے مجھے شاید اچھا نہ لگ رہا ہو اسکا بار بار ما کہنا مگر مجھے تو یہ لقب اسکے لئے سب سے حسین لگ رہا تھا۔

میں ان دونوں کے جانے کے بعد مسکراتے ہوئے اپنے کپڑے نکالنے لگی ابھی کچھ پل ہی گذرے ہونگے کہ اپنے پیچھے مجھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا میں یکدم پلٹی تو سامنے کھڑے نرسنگ کو دیکھ کر چونک گئی ۔

"جی کوئی کام ہے؟" ہم دونوں کے بیچ فاصلہ پیدا کرتے ہوئے میں پیچھے کی جانب پلٹی مگر انھوں نے یکدم میرا ہاتھ تھام لیا اور اپنے مقابل سامنے ہی کھڑا کر دیا میں حیرت سے انکی جانب دیکھنے لگی۔

"آپ آج یہ ڈریس پہن لینا میں نے آرڈر کیا تھا آپکو اچھا لگے گا۔" میری جانب ایک برانڈ کا شاپنگ بیگ پکڑاتے ہوئے میرا ہاتھ تھام کر بیڈ پر لے آئے۔

"میرے لئے؟" وہ بیگ کھولتے ہوئے خوشی سے میرے ہاتھ لرز رہے تھے یہ نہیں تھا کہ پہلی بار انھوں نے مجھے کوئی تحفہ دیا ہو مگر انکا انداز انکا حق جمانا میری اصل خوشی کا باعث تھا۔

"جی! کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میری سردارنی، میری بیوی سب سے اچھی لگے، اور سب سے بڑھ کر میرے لئے خاص تیار ہو۔" انھوں نے شال بیگ سے نکال کر میرے کندھے پر ڈالتے ہوئے ہلکا سا دباتے ہوئے بہت ہی نرم نظروں سے میری جانب دیکھا اور انکے یوں دیکھنے پر میری نظریں جھک گئیں۔

وہ میری پیشانی پر لب رکھتے ہوئے اپنے کپڑے اٹھا کر واشروم کی جانب چل دئے اور میں وہ ڈریس ہاتھ میں لئے مسکراتی رہی۔

"ابھی تک ایسے ہی بیٹھی ہو تیار ہو جاؤ پھر نکلنا ہے۔" انکے دوبارہ پکارنے پر میں واپس ہوش میں آئی، وہ آئینے کے سامنے کھڑے بال بنا رہے تھے یکدم وہ تیار ہو کر مڑے اور میرے سامنے آ کھڑے ہوئے میں جو تیار ہونے جا رہی تھی انکے یوں سامنے آنے پر انکو دیکھنے لگی۔

"ایسے ہی دیکھتی رہینگی مجھے آج کیا؟" انھوں نے لبوں پر آئی ہنسی دباتے ہوئے میرے ہاتھ میں اپنی دستار پکڑائی۔

"پہنائیں۔۔۔"

"میں؟" میری نظروں میں چھپے سوال پر انھوں نے مسکرا کر میری جانب دیکھا اور کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھ گئے ایسے کہ میں آسانی سے انکو پہنا سکوں۔

"میں کیسے؟" میری بات پر وہ کچھ بولے نہیں بس میرا ہاتھ پکڑ کر خود ہی اسکو سیٹ کرنے لگے میں بس puppet کی طرح ہاتھ ہی گھماتی رہی۔

"آپ کے علاوہ اور کون کر سکتا ہے مریم! اور کس کا حق ہو سکتا ہے، آج میں کچھ confess کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے آپ اس دنیا میں سب سے خاص ہیں، اگر مجھ سے آپکی کوئی حق تلفی ہوئی ہے تو

مجھے معاف کر دیں، میں آپکو اپنی محبت کے حق سے دستبر دار کر کے گناہ گار نہیں ہونا چاہتا اور آپکی محبت خود پر حرام کر کے ناشکری بھی نہیں کر سکتا۔" انھوں نے کسی مقدس چیز کی طرح میرے ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں سے لگا لئے۔

"نرسنگ عائشہ۔۔۔" میں روتے ہوئے یہ ہی الفاظ ادا کر پائی تھی کہ انھوں نے یکدم مجھے خود سے لگا لیا اور میرے کندھے تھپکتے ہوئے بولے،

"عائشہ کو بھی خوشی ہو گی، اور اسکی محبت ہمیشہ ہمارے دلوں میں قائم رہے گی اسکا میرا یا اسکا آپ سے تعلق ہمیشہ رہے گا مگر یہ بات آپ ہمیشہ یاد رکھیں کہ میں جب تک زندہ ہوں آپکے ساتھ وفادار ہوں، کسی مرے ہوئے کے لئے ہم زندہ دلوں کو توڑنے کا حق بھی نہیں رکھتے، بہت سال اس گلٹ میں گزار دیے بس اب اور نہیں۔ ٹرسٹ می"!

"ٹرسٹ یو!" میں نے مسکراتے ہوئے اپنا سر انکے سینے پر ٹکا دیا۔ مجھے لگا آج کا دن ہم سب کے لئے بہت الگ اور خاص ہے سالوں سے بھٹکتے بے چین لوگ آج اپنے ٹھکانے پر لوٹ آئے ہیں اور سب سے بڑھ کر اپنے اندر پلنے والے گلٹس سے آزاد ہو گئے ہیں۔ اور اب یقیناً آگے زندگی سہل ہو گی۔

۔۔۔۔۔۔۔

ائیر پورٹ پر جیسے ہی لاسٹ آناؤنسمنٹ سنائی دی وہ اپنا بیگ کھینچتی ہوئی جہاز کی جانب چل دی ایک لمحے کو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اپنی آنکھ سے نکلتے آنسو کو رگڑ کر صاف کر دیا۔

"میں اب کبھی یہاں نہیں آؤنگی، نہیں حمزہ مجھے آنا تو ہوگا آپ یہاں ہیں، میں کیسے رہونگی آپکے بغیر کیسے ؟؟؟ میرا تو سوچ لیا ہوتا۔" اپنی ہی سوچوں سے لڑتی وہ اپنی مقررہ نشست پر بیٹھ گئی اور آنکھیں موند کر سر سیٹ سے ٹکا دیا اسکا سفر ابھی نجانے کتنا اور باقی تھا مگر وہ خوش تھی اندر سے مطمئن تھی کہ حمزہ کی روح سکون میں ہوگی اس نے جو گناہ کیا اسکی بہت لمبی سزا کاٹی تھی مگر آخری لمحے میں وہ سکون میں تھا، لیلیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔۔۔۔

ہم نے چاہا بھی اس کو مت چاہیں
ہم سے لیکن یہ ہو نہیں پایا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ختم شد


https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels